REGD No L 67

رجسٹرڈ نمبر ایل ۶۷

اخبار احمدیہ

قادیان ۲۲ر جنوری۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق اخبار الفضل مورخہ ۲۴/۱/۲۵ میں شائع شدہ مورخہ ۲۴/۱/۲۵ کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے کہ

کل دن بھر حضور کی طبیعت بفضلہ تعالیٰ اچھی رہی البتہ شام کے قریب بے چینی کی تکلیف ہو گئی۔

احباب کرام رمضان شریف کے مبارک ایام میں خصوصیت سے اپنے محبوب آقا کی صحت کاملہ عاجلہ اور کامل والی لمبی عمر کیلئے دعا کرتے رہیں اللہ تعالیٰ اپنا فضل فرمائے۔ آمین

قادیان میں حسب سابق امسال بھی بطور سپیشل ظہر تا عصر مسجد اقصیٰ میں درس القرآن جاری رہا محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے دسویں روز ۷ سورۃ یونس ختم کی آپ کے بعد مکرم مولوی عمر علی صاحب بنگالی مدرس مدرسہ احمدیہ نے سورہ ہود سے درس شروع کیا آپ پانچ روز میں سورہ کہف پارہ تک درس دے گئے

قادیان ۲۸ر جنوری۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہٗ مع دیگر صاحبزادیوں کے بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں حضرت بیگم صاحبہ کی طبیعت تا حال علیل ہے اور دو روز تیسرے روز تکلیف بڑھ جاتی ہے۔ احباب دعائیں جاری رکھیں اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے سیدہ محترمہ کو جلد صحت یاب فرمائے آمین۔

نائیجیریا (افریقہ) میں جماعت ہائے احمدیہ کا کامیاب جلسہ سالانہ

”لوگوں کی نظریں جماعت احمدیہ پر ہیں کہ وہ انسانیت کی بہبودی و اللہ تعالیٰ کی عظمت کے اظہار کا موجب بنے“ — (عزت مآب سلطان لیگوس)

(مکرم چوہدری رشید الدین صاحب مبلغ نائیجیریا۔ افریقہ)

خدا تعالیٰ کے فضل و احسان سے نائیجیریا مشن کی سالانہ کانفرنس ۱۹۶۳ء بخیر و خوبی ۲۶ دسمبر کو شروع ہوئی اور ۲۷ دسمبر کو پوری کامیابی کے ساتھ اختتام کو پہنچی۔ حسب سابق کافی دیر پہلے سے کانفرنس کے انعقاد کا اعلان کیا جاتا رہا۔ تقاریر کا پروگرام اخبارات میں اور پھر الگ طور پر شائع کیا گیا۔ ۲۴ر کی صبح سے مہمانوں کی آمد کا سلسلہ شروع ہو گیا اور وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ مہمانوں کی تعداد بڑھتی گئی۔ احباب کے قیام و طعام کا اہتمام مشن کی طرف سے کیا گیا تھا۔ اس کام کی ذمہ داری جماعت کے قدیم اور مخلص دوست جناب J. D. Okhadana کے سپرد تھی۔ انہوں نے مہمانوں کے آرام کے لئے ہر ممکن کوشش کی۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے۔

۲۴ر دسمبر کی شام کو اور ۲۵ کو نماز عصر کے بعد احباب جماعت کے دو غیر رسمی اجلاس مسجد میں منعقد ہوئے جن میں محترم امیر صاحب نے مختلف جماعتوں کے احباب کا ایک دوسرے سے تعارف کرایا۔ اچھا کام کرنے والی جماعتوں کی تعریف کی۔ ان کی پیروی کرنے کی نصیحت فرمائی۔ نصائح کے علاوہ احباب کو چند مختصر احادیث بھی یاد کرائی گئیں۔

۲۶ر دسمبر کی صبح ۹ بجے جلسہ کا باقاعدہ پہلا اجلاس مکرم مولانا نسیم سیفی صاحب رئیس التبلیغ مغربی افریقہ کی صدارت میں شروع ہوا۔ جناب H. Z. ... نے تلاوت قرآن پاک سے جلسہ کا آغاز کیا۔ اس کے بعد محترم مولوی صاحب موصوف نے افتتاحی تقریر فرمائی۔ جو قریباً ۴۵ منٹ جاری رہی۔ آپ نے فرمایا کہ دنیا علوم و فنون میں ترقی کر کے آج ایک ایسے مقام پر پہنچ چکی ہے جہاں اسے مہیب خطرات درپیش ہیں۔ انسانیت خوف و ہراس سے دوچار ہے۔ تباہی و بربادی کے تاریک بادل ہمارے سروں پر منڈلا رہے ہیں۔ سائنس کی ترقی نے جہاں نسل انسانی کے لئے بہت سے آرام اور سہولتیں بہم پہنچائی ہیں وہاں اسے تباہی کے ایسے غار پر لا کھڑا کیا ہے۔ جہاں سے اس کا بچ نکلنا بظاہر ممکن نظر نہیں آتا۔ ارباب حل و عقد بلاشبہ امن قائم کرنے اور قائم رکھنے کی کوششوں میں دن رات مصروف ہیں۔ لیکن کامیابی سے کوسوں دور ہیں۔ اس بھیانک صورت حالات اور گھٹا ٹوپ اندھیرے میں اگر کسی روشنی کی جھلک نظر آتی ہے تو وہ صرف اسلام میں ہے۔ پھر مولانا صاحب نے احباب جماعت کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ آج تمہیں اسلام کے مبلغ صرف اور صرف ہم احمدی ہیں۔ انسانی ہمدردی ہم سے تقاضا کرتی ہے کہ ہم پورے طور پر کمربستہ ہو کر اپنے فرض کو ادا کریں اور اسلام کا امن و سلامتی کا وہ پیغام جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ ہم تک پہنچا ہے۔ تمام نوع انسان تک پہنچائیں تا وہ سلامتی کے لئے تشنہ روحوں کی تسکین کا باعث ہو۔ آپ نے تمام احباب جماعت کو عموماً اور نوجوانوں کو خصوصاً اس امر کی طرف توجہ دلائی کہ اس کام کو سرانجام دینا صرف اسی صورت میں ممکن ہو سکتا ہے جبکہ ہم جماعتی روایات اور تنظیم کا پورا پورا خیال رکھیں اور اپنی زندگیوں کو اس کے مطابق بنائیں۔ تقریر کے آخر میں آپ نے اسلام و احمدیت کی ترقی اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت و سلامتی کے لئے دعا کی تحریک کی اور پھر اجتماعی دعا کروائی۔ بعد ازاں آپ نے سلطان لیگوس SIR ADENISI ADELE II OPA OF LAGOS کا ایک پیغام احباب کو سنایا۔ جو انہوں نے خاص طور پر اس موقع کے لئے دیا تھا۔ صاحب موصوف نے اپنے اس پیغام میں جماعت احمدیہ کو ان کوششوں کی وجہ سے جو وہ خدا تعالیٰ کی عظمت قائم کرنے اور انسانی فلاح و بہبود کے سلسلہ میں سرانجام دے رہی ہے خراج عقیدت پیش کیا تھا۔

دوسری تقریر پریذیڈنٹ جنرل جماعت احمدیہ نائیجیریا جناب S. O. Bakare کی تھی۔ انہوں نے اپنی تقریر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت اور قیام جماعت کی غرض و غائت بیان کرتے ہوئے نائیجیریا مشن کی دوران سال کی کارکردگی کے بعض پہلوؤں کو اجاگر کیا۔ آپ نے جماعتی ترقی تعلیم، تعمیر مساجد اور چندہ جات پر اظہار خیال کرتے ہوئے احباب کو ان کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی۔ اس موقعہ پر آپ نے مشن کی تبلیغی سرگرمیوں کا خصوصیت سے ذکر فرمایا۔

تیسری تقریر جناب A. B. DANMOLA نے ہماری تبلیغی سرگرمیاں کے موضوع پر کی آپ بڑے مخلص اور کہنہ مشق مقامی مبلغ ہیں۔ آپ نے ابتداء سے لے کر اب تک مشن کی تبلیغی کوششوں پر اختصار کے ساتھ روشنی ڈالی۔ دوران تقریر میں آپ نے بہت سے ایمان افروز واقعات بیان کر کے احباب کو بتایا کہ کس طرح جب کبھی جب مخالفین نے ہمارے خلاف کوئی منصوبہ بنایا یا مہم چلائی تو خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے حالات کو معجزانہ طور پر ایک رنگ میں بدل دیا کہ وہ بات خود مخالفین کے نقصان کا موجب ہوئی۔ اور احمدیت کا بال بیکا نہ ہوا۔ آپ کی تقریر بہت پسند کی گئی۔

احباب جماعت کو قرآنی دعائیں اور مختصر احادیث یاد کرنے کی ترغیب اور توجہ دلانے کے لئے گزشتہ سال سے پروگرام میں کچھ وقت رکھا جاتا ہے اس تقریر کے بعد اس کے لئے وقت مقرر تھا۔ چنانچہ خاکسار نے چند قرآنی دعائیں دہرائیں اور ان کے معانی سنائے۔

اس کے بعد مشن کے سیکرٹری مال J. D. OLOKULANN صاحب نے خدا تعالیٰ کی راہ میں قربانی کی حقیقت و اہمیت پر ایک مفصل تقریر فرمائی۔ آپ نے قرآنی آیات و احادیث کی روشنی میں جماعتی استحکام اور افراد کی روحانی ترقی کے لئے قربانی کی ضرورت واضح کی۔

(باقی صفحہ پر)

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے ... آرٹ پریس امرتسر سے چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان

ہفت روزہ بدر قادیان ـــ مورخہ ۳۰ جنوری ۱۹۶۲ء

جماعت احمدیہ کالیکٹ (کیرالہ) کے زیر اہتمام سہ روزہ جلسہ!

مرتبہ مکرم مولوی محمد عمر مولوی فاضل مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ مقیم مرکز

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز و اطال اللہ عمرہ کے ایک ارشاد کے مطابق کہ ہر جماعت سال میں کم از کم ایک ہفتہ غیر مسلموں میں تبلیغ کے لئے وقف کرے۔ جماعت احمدیہ کالیکٹ (کیرالہ) کے زیر اہتمام مورخہ ۱۰، ۱۱، ۱۲، جنوری ۱۹۶۲ء بروز ہفتہ۔ جمعہ اور اتوار ٹاؤن ہال میں عیسائی عقائد کی تردید میں جلسے منعقد کئے گئے۔ اس سلسلہ میں مقامی اخباروں میں اعلانات کے علاوہ چھوٹے چھوٹے اشتہارات کے ذریعہ تمام شہر میں تشہیر کی گئی۔

ٹاؤن ہال کے بڑے گیٹ کے دونوں طرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات اور کشمیر میں آپ کی قبر کے سلسلہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصنیفات میں سے اقتباسات جلی حروف میں لکھ کر آویزاں کئے گئے تھے۔ نیز حضرت مسیح ناصری کی قبر کی جو کہ محلہ خانیار سری نگر کشمیر میں ہے ایک بہت بڑی تصویر کے علاوہ حضرت مسیح ناصری کی جوانی اور بڑھاپے کی تین تصاویر بھی ٹاؤن ہال کے سامنے نمایاں کر کے رکھ دی گئیں جو کہ عوام کی خاص توجہ اور دلچسپی کی موجب رہیں۔

تینوں جلسے مکرم مولوی عبداللہ صاحب فاضل کی زیر صدارت منعقد ہوئے۔ پہلے روز مکرم مولوی محمد علوی صاحب فاضل نے "بائیبل کے وہ نبی" اور مکرم مولوی محمد ابو الوفا صاحب نے تردید الوہیت مسیح و تثلیث کے موضوعوں پر تقریریں کیں۔ دوسرے روز مکرم مولوی سی۔ جلی کٹی صاحب معلم وقف جدید مکرم ایم۔ کے حسن کویا صاحب اور خاکسار نے بالترتیب "حضرت مسیح ناصری کی آمد ثانی"، "حضرت مسیح صلیب پر فوت نہیں ہوئے" اور "حضرت مسیح صرف بنی اسرائیل کے پیغمبر تھے" کے عنوانوں پر تقاریر ہوئیں۔ تیسرے روز مکرم جناب پی۔ عبدالرحیم صاحب ایڈیٹر "سانپ دوتی" کی "دوبارہ کفارہ کی حقیقت" اور محترم مولوی عبداللہ صاحب فاضل کی "بائیبل میں آنحضرت صلعم کے متعلق پیشگوئیاں" کے عنوان پر تقریریں ہوئیں۔ علاوہ ازیں ہر روز محترم مولانا صاحب مختلف عنوانوں پر تفصیل وضاحت فرمایا کرتے تھے۔ ہر تقریر کم از کم ۴۵ منٹ تک ہوتی رہی۔ ہر مقرر نے اپنی تمام دلائل و براہین تورات اور انجیل یعنی New and Old Testament میں سے دیتے تھے تقاریر نہایت مدلل اور پُر مغز اور تمام سامعین کے لئے یکساں طور پر ازدیاد علم اور دلچسپی کا باعث ہوتی تھیں۔

یہ خبر نہایت مسرت کی موجب رہے گی کہ ہر روز ٹاؤن ہال سامعین سے جو کہ مسلمانوں کے علاوہ ہندوؤں اور عیسائیوں پر مشتمل تھے بھرا رہتا تھا۔

اس طرح خدا تعالیٰ کے خاص فضل و احسان سے جماعت احمدیہ کالیکٹ کی یہ مساعی بہت ہی کامیاب اور شاندار رہی۔ الحمد للہ علیٰ ذالک

اس جلسہ کے متعلق مقامی اخباروں میں خوب چرچا رہا تھا اور کم و بیش تمام اخباروں نے اس جلسے کی رپورٹیں شائع کیں۔

لاؤڈ سپیکر کی تنصیب کی ممانعت

یہ بات یہاں پر خاص طور پر قابل ذکر ہے کہ ہمارے اس جلسہ پر لاؤڈ سپیکر لگانے کی ہمیں اجازت نہیں دی گئی۔ اس کی وجہ یہ بیان کی گئی تھی کہ عیسائیوں کے خلاف منعقد کئے جانے والے اس جلسہ کے ذریعہ مسلمانوں اور عیسائیوں میں تصادم کا اندیشہ ہے!! اور اس اندیشہ کا ڈی۔ ایس۔ پی کی طرف سے اظہار کیا گیا تھا۔ جو کہ عیسائی ہے۔ نیز یہاں کے پولیس ڈیپارٹمنٹ میں بڑے عہدوں پر عیسائی لوگ فائز ہیں۔ اس لئے ہمارے لئے لاؤڈ سپیکر کی اجازت نہیں ملی۔ اس طرح پہلے روز کا تمام تقریری پروگرام بغیر لاؤڈ سپیکر کے ہی جاری رہا۔ دوسرے دن ہمارے نوجوانوں کی انتھک کوشش کے نتیجہ میں جلسہ گاہ یعنی ٹاؤن ہال کے اندر تک آواز محدود کرنے کے لئے صرف ہال کے اندر کے لئے سامعہ ہار لگانے کی اجازت ملی۔

پولیس افسروں کی اس ناانصافی پر شہر میں خوب چرچا ہوا۔ اور مقامی کانگرس کے بعض عہدہ داروں نے بھی پولیس کی اس کارروائی پر شدید ناپسندیدگی اور رنج و غصہ کا اظہار کیا۔

زکوٰۃ

(۱)۔ زکوٰۃ اسلام کا ایک نہایت اہم اور بنیادی رکن ہے

(۲) ہر صاحب نصاب پر اس کی ادائیگی فرائض میں سے ہے۔

(۳) کوئی دوسرا چندہ زکوٰۃ کا قائمقام نہیں ہو سکتا۔

(۴) زکوٰۃ مومنوں کے اموال کو پاک کرتی ہے۔

(۵) سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد کی رو سے زکوٰۃ کی تمام رقوم مرکز (قادیان) میں آنی ضروری ہیں۔

ناظر بیت المال قادیان

پریس کانفرنس مورخہ ۱۲ جنوری کو کالیکٹ کے مشہور Beach Hotel میں اخباری نمائندوں کی پریس کانفرنس ہوئی۔ جس میں کالیکٹ کے تمام اخباری نمائندے موجود تھے۔ ان کو مخاطب کرتے ہوئے محترم مولانا عبداللہ صاحب فاضل نے ہمارے جلسہ کے لئے لاؤڈ سپیکر کی اجازت نہ دینے کے تعلق سے اپنی جماعت کی افسردگی کا اظہار فرمایا۔ ساتھ ہی جماعت احمدیہ کی امن پالیسی اور قیام امن اور رواداری برقرار رکھنے کے لئے جماعت کی سرگرمیوں کا تفصیل سے ذکر کیا۔ ساتھ ہی حکومت وقت کے ساتھ وفاداری کی اچھے رنگ میں وضاحت فرمائی۔ علاوہ ازیں جماعت احمدیہ کے قیام کی غرض اور اس کے نصب العین پر بھی روشنی ڈالی۔ اس کے بعد اخباری نمائندوں کے بعض سوالات کے جوابات بھی دیئے۔ مکرم مولوی ابو الوفا صاحب نے بھی بعض سوالات کے جوابات دیئے [illegible]
[illegible] اس پریس کانفرنس کی رپورٹ ماتربھومی۔ چندریکا۔ دیشابھیمانی۔ پردیپ وغیرہ ملیالم اخبارات اور انڈین ایکسپریس وغیرہ انگریزی اخبارات نے نمایاں رنگ میں شائع کی۔ ان رپورٹوں میں سے ایک جو کہ پردیپ نے شائع کی ہے۔ درج ذیل ہے

"مذہب کی تبلیغ میں پولیس کی رکاوٹ"

"احمدی لیڈروں کا بیان"

کالیکٹ ۱۲ جنوری جنوبی ہند کے احمدیہ مسلم مشنری مولانا پی۔ عبداللہ صاحب ایچ۔ اے نے آج اس بات پر افسردگی کا اظہار کیا کہ کالیکٹ کے پولیس افسروں نے جماعت احمدیہ کے زیر اہتمام منعقدہ جلسہ میں لاؤڈ سپیکر لگانے کی اجازت نہیں دی۔

جناب مولوی صاحب آج ایک پریس کانفرنس کو جو کہ کالیکٹ احمدیہ مسلم مشن کی جانب سے بیچ ہوٹل میں منعقد کی گئی تھی مخاطب کر رہے تھے انہوں نے بتایا کہ مورخہ ۱۰ جنوری سے ٹاؤن ہال میں منعقدہ ہونے والے جلسہ میں پہلے دن لاؤڈ سپیکر کی اجازت نہیں دی گئی تھی۔ اور کل ٹاؤن ہال کے اندر بیٹھنے والوں کو سننے کی حد تک اس کی اجازت دی۔ اس سلسلہ میں جب پولیس سپرنٹنڈنٹ سے بات کی گئی تو انہوں نے یہ بتایا کہ چار پانچ افراد نے ہم سے درخواست کی ہے کہ اگر آپ لوگوں کو لاؤڈ سپیکر کی اجازت دی گئی تو بدامنی پیدا ہونے کا اندیشہ ہے اس لئے ہم اجازت نہیں دے سکتے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ جب بھی کسی فرقہ کی طرف سے کسی تبلیغی جلسہ کا انعقاد ہو تو اس طرح چار پانچ افراد کی درخواست کی آڑ لے کر اسے روک دیا جا سکتا ہے۔ اور اس طرح اس سیکولر حکومت میں کوئی بھی مذہبی جماعت اپنا جلسہ نہیں کر سکتی۔ یہ مذہبی آزادی اور تبلیغ پر کی جانے والی بہت بڑی زیادتی ہوگی۔ نیز آج ہمیں جو تجربہ ہوا ہے کل دوسرے فریق کو بھی ہو سکتا ہے۔ اس لئے ان تمام لوگوں کو جو خدا، مذہب اور فرد کے بنیادی حقوق پر یقین رکھتے ہیں۔ پولیس کی اس کارروائی پر احتجاج کرنا چاہیئے۔

مولانا صاحب نے بتایا کہ ہم امن پسند اور مذہبی رواداری کو پھیلانے والے ہیں۔ اور ہم لوگوں کے متعلق جو کہ ہر لحاظ سے کمزور اور ناتوان ہیں یہ اندیشہ کرنا کہ ہماری طرف سے بدامنی پیدا ہوگی۔ عقل سے بعید بات ہے۔

اس کے بعد مولوی صاحب نے جماعت احمدیہ کے قیام کی غرض اور اس کے نصب العین کے بارے میں تفصیلی گفتگو کی اور اخباری نمائندوں کے سوالات کے جواب بھی دیئے۔

(پردیپ ۱۴ جنوری ۱۹۶۲ء)

خطبہ جمعہ

رمضان کا مہینہ دعائیں کرنے اور روحانی کمالات حاصل کرنے کا ایک خاص موقع ہے

ان ایام سے فائدہ اُٹھاؤ اور اپنے لئے اپنے بھائیوں کیلئے اور اسلام اور سلسلہ کی ترقی کیلئے خاص طور پر دعائیں کرو

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ۲ مارچ ۱۹۲۶ء

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-
اللہ تعالیٰ کے متعلق مختلف لوگوں نے اپنے اپنے افکار کے اظہار میں بہت سی غلطیاں کی ہیں۔ بعض لوگ اپنی محبت کی رَو میں بہہ کر اور علم دین سے ناواقفیت کی وجہ سے اس کی طرف ایسی باتیں منسوب کرتے ہیں جو بالکل انسانی اعمال سے مشابہ ہوتی ہیں۔ مولانا روم نے اپنی مثنوی میں تو

ایک قصہ

کے طور پر ایک واقعہ لکھا ہے کہ ایک بزرگ نے ایک چرواہے کو دیکھا کہ وہ جنگل میں بیٹھا ہوا باتیں کر رہا تھا۔ اور وہ خدا تعالیٰ کو مخاطب کر کے کہہ رہا تھا کہ اے خدا اگر تو میرے پاس آئے تو میں تمہیں نہایت عمدہ اور لذیذ دودھ پلاؤں۔ تیری جوئیں نکالوں۔ اور تیرے بال درست کروں۔ غرض جو اس چرواہے کے نزدیک عمدہ بکری یا پیارے بکرے سے سلوک کیا جاتا ہے وہ خدا سے کرنا چاہتا تھا جو مولانا روم نے لکھا ہے۔ اس بزرگ نے جب یہ باتیں سنیں تو اس کو ڈانٹا اور کہا یہ کیا کہہ رہے ہو۔ اس پر انہیں الہام ہوا کہ اسے ڈانٹنا نہیں چاہیئے۔ اس کی یہی باتیں مجھے پیاری لگتی ہیں۔ بات یہ ہے کہ جب تک ایسی باتیں مذہب کا حصہ اور عقائد کی بنیاد نہیں بن جاتیں۔ ایک

عاشقانہ جذبہ کی لے

ہوتی ہیں۔ اس لئے پیاری لگتی ہیں لیکن جب یہ مذہب میں داخل ہو جائیں تو یہی باتیں شرک اور کفر بن جاتی اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا موجب ہو جاتی ہیں۔ جیسے حدیث میں آتا ہے کہ ایک شخص ایک موقعہ پر بے اختیار ہو گیا۔ اس کو خدا تعالیٰ کا احسان یاد آیا۔ اس جوش محبت میں اس کے منہ سے نکل گیا اے خدا تو میرا بندہ اور میں تیرا خدا ہوں۔ گویا جوش محبت میں الٹی بات اس کے منہ سے نکل گئی۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کو اس کی یہ بات بھی پسند آگئی۔ لیکن اگر کوئی جان بوجھ کر ایسی بات کہے یا اسے اپنا عقیدہ بنا لے تو یہ کفر ہوگا۔ تو جوش محبت میں ایک جاہل یا جوش محبت کے وقت کی جہالت میں ایک عالم بھی جاہلانہ فقرہ کہہ دیتا ہے۔ مگر اپنی نیت اور موقع کے لحاظ سے خدا تعالیٰ کا پیارا بن جاتا ہے۔ اہل عقیدہ کے لحاظ سے ایسی بات جائز نہیں ہوتی اور خدا تعالیٰ کی ناراضگی کا موجب ہو جاتی ہے وہی نقشہ جو مولانا روم نے کھینچا ہے

ہندوؤں کا عقیدہ

ہے۔ ان کی کتابوں میں لکھا ہے کہ جب پرمیشور سوتا ہے تو لکشمی اس کے پاؤں دباتی ہے ایسا ہی جیسے چرواہے نے عشق میں کہا تھا کسی نے اپنے عشق میں یہ بات کہی جو بعد میں عقیدہ بن گئی۔ یا کسی نے رویا دیکھی۔ اور رویا کی تعبیر ہوتی ہے۔ مگر لوگوں نے اسے ظاہر پر محمول کر لیا۔
پس ایک تو لوگ ایسے ہیں جو خدا تعالیٰ کے متعلق ایسے خیال اور ایسے عقائد رکھتے ہیں۔ جو اس کو بالکل انسان ثابت کرتے ہیں یعنی ان کے عقیدہ کی رو سے وہ کھاتا پیتا اور پہنتا ہے۔ گھوڑوں اور رتھوں پر سوار ہوتا ہے۔ شراب کے تحفے اسے پیش کئے جاتے ہیں۔ وہ روٹھتا ہے۔ ناراض ہوتا ہے بگڑتا ہے۔ ایک دوسرے کو لڑاتا ہے۔ ساحلوں کو عقاید کا جزو بنا لیا گیا ہے۔ اب یہ باتیں عاشقانہ ترنگ اور والہانہ لے نہیں رہیں جو عقل کے ماتحت قابل گناہ ہوتی ہیں مگر

عشق کی لہر

کے جنون میں محبت کا باعث ہو جاتی ہیں ایسی بات کو غلطی کہا جا سکتا ہے مگر نہایت پیاری غلطی۔ اسے ٹھوکر کہا جا سکتا ہے مگر نہایت محبت آمیز ٹھوکر لیکن ان کو جزو مذہب سمجھ لیا گیا ہے اور ان پر عقائد کی بنیاد رکھی جاتی ہے۔ اس لئے کفر بن گئی ہیں

اور کچھ لوگوں نے اس کے خلاف اللہ تعالیٰ کے متعلق ایسے عقائد بنائے ہیں کہ ان کے ماتحت اللہ تعالیٰ کی ہستی بالکل ایک

فلسفیانہ خیال

رہ جاتا ہے۔ اور وہ تمام صفات سے عاری ہو جاتا ہے۔ مثلاً یہی کہ وہ دعا کے متعلق کہتے ہیں۔ اگر خدا تعالیٰ عالم الغیب ہے اور پھر رحیم بھی ہے۔ وہ بندے کی حالت کو خود دیکھ رہا ہے تو خود ہی رحم کرے گا۔ اس کی کیا ضرورت ہے کہ ہم اس سے دعائیں کریں۔ اور التجائیں کریں ایک شخص مر رہا ہے کیا اس کو محض اس لئے مرنے دے گا کہ وہ اس سے دعا نہیں کرتا۔ کیا دعا کے بغیر وہ اپنے بندے کی خبر گیری نہیں کرے گا۔ اگر کرے گا تو اس کے سامنے عجز و انکسار کے اظہار کی اور دعا کرنے کی کیا ضرورت ہے۔
بے شک اگر خدا کو فلسفیانہ خیال کے مطابق سمجھا جائے تو پھر میں ان لوگوں کے خیال کی تردید نہیں کروں گا مگر دیکھنا یہ ہے کہ خدا تعالیٰ معاملہ کس سے کرتا ہے۔ ہمارے ملک میں ایک مثل ہے اسے گو خدا تعالیٰ کی ذات پر چسپاں تو نہیں کر سکتا مگر اس سے ایک لطیف سبق حاصل کیا جا سکتا ہے۔ اور ایسا سبق حاصل کیا جا سکتا ہے جو خدا تعالیٰ کی صفات کے متعلق بصیرت بخشتا ہے اور اس سے بہت بڑا فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ مثلاً یہ ہے کہ عقلمند سے عقلمند بھی تین جگہ پاگل ہو جاتا ہے (۱) بیوی سے محبت کرتے وقت (۲) بچے سے پیار کرتے وقت (۳) بیٹے کے سامنے۔ یہی مثل مذکور جو

نہایت باریک اور علمی غلطیاں

لوگوں کی نکالتا ہے۔ علم ادب کی ادنےٰ سے ادنےٰ غلطیوں پر ناراض ہوتا ہے کسی شاعر۔ ادیب یا خطیب کے کلام اور شعر کو یا کسی مصنف کی تصنیف کو دیکھ کر برداشت نہیں کر سکتا۔ اگر کتاب میں کوئی غلطی ہو تو اسے بند کر کے رکھ دیتا ہے کہ اسے پڑھ نہیں سکتا۔ اگر شعر غلط ہو تو اسے سن نہیں سکتا۔ اگر خطبہ فصیح نہ ہو۔ اسے سنتے ہوئے اُکتا جاتا ہے لیکن بچے سے گفتگو کرتے وقت وہ کہتا ہے۔ یہ چیز تیلی ہے" یہ میلی ہے۔ یعنی وہ بچہ کی تیلی اور میلی کی نقل کرتا ہے۔ یہاں اس کی حالت بدل جاتی ہے کیونکہ وہ سمجھتا ہے اس وقت وہ ادبی مجلس میں نہیں بیٹھا ہوا بچہ سے باتیں کر رہا ہے اس لئے ضروری ہے کہ بچہ کا دل رکھنے کے لئے اسی کی سی باتیں کروں۔ اس وقت وہ یہ نہیں کرتا کہ اسی فلسفیانہ کرسی پر بیٹھا رہے جس پر وہ دن بھر بیٹھا رہتا ہے بلکہ اس سے نیچے اُتر آتا ہے۔ کیونکہ اگر وہ نیچے اُتر کر اسی سطح پر نہ آجائے جس پر بچہ ہے تو بچہ اس کے پاس کبھی نہ آئے گا۔ اور اس سے کبھی مانوس نہیں ہو سکتا۔ وہ بچہ کے لئے نیچے کی طرف لوٹ آتا ہے تاکہ اس کو اپنی طرف کھینچ سکے۔ اسی طرح خدا تعالیٰ بھی اپنی شان کے مطابق اور انسانی جذبات کے مطابق جس سے اس کی صفات پر حرف نہیں آتا۔ اپنے مقام سے نیچے نزول کرتا ہے۔ کیونکہ وہ سب کا خدا ہے۔ وہ صرف عقلمندوں اور فلسفیوں کا ہی خدا نہیں بلکہ جاہلوں اور کم عقلوں کا بھی خدا ہے۔ اس لئے وہ سب کی حالت مدنظر رکھتا ہے۔ اور

انسانی فطرت کبھی ناز چاہتی ہے اور کبھی نیاز

اس لئے خدا تعالیٰ بھی کبھی ناز کی چادر اوڑھ لیتا ہے۔ تاکہ بندہ اسے سمجھ سکے۔ وہی خدا جو علیم و خبیر ہے۔ اور انسان کی حاجات کو خوب جانتا ہے۔ وہ جس نے رحمٰن و رحیم ہو کر ہمارا ہونے سے بھی پہلے انسانوں کے لئے ضروریات رکھ دیں۔ وہ چاہتا ہے کہ بندہ اس سے التجا کرے۔ اور وہ اس کی التجا قبول کرے۔ تاکہ اس کے اندر

وہ جلن اور خلش پیدا ہو جس کے بغیر عشق مکمل نہیں ہو سکتا۔

جو شخص یہ کہتا ہے کہ خدا جب دیکھتا ہے تو خود میری ضروریات پوری کرے گا۔ اس سے ناز تو ظاہر ہے مگر اس طرح محبت کے جذبات نہیں پیدا ہوتے۔ یہ ایسا ہی ہے کہ جب مانگوں تو دے گا پکاروں تو بولے گا پس وہ لگاؤ اور وہ جلن جو عشق پیدا کرتا ہے یا جو عشق سے پیدا ہوتی ہے۔ وہ

فلسفیانہ جذبات اور خیالات

سے نہیں پیدا ہوتی۔ اس لئے خدا تعالےٰ نے اپنے فضلوں کے ایک دروازے کو آہ و زاری اور عجز و انکساری کے ساتھ مخصوص کر دیا ہے۔ خدا تعالےٰ پر دورے نہیں آتے۔ نہ اس کو مہینوں یا دنوں سے کوئی تعلق ہے کیونکہ یہ تو سورج سے پیدا ہوتے ہیں۔ جو ایک ادنےٰ چیز ہے اور وہ سورج کا خالق ہے ماس کی پیدائش سے جو مہینے پیدا ہوں ان سے خدا کو کیا تعلق ہو سکتا ہے۔ جس طرح پانی کنوئیں سے نکلتا ہے۔ اور ایک زمیندار کھیت سیراب کرنے کے لئے ہاتھ میں کھُرپا جسے رمبا کہتے ہیں لے کر اس کو صحیح طور پر چلاتا ہے۔ کنوئیں کو رمبے سے کیا تعلق ہے کوئی نہیں کہہ سکتا کہ کنواں رمبے کا محتاج ہے تو خدا تعالےٰ کا دنوں یا مہینوں یا سالوں سے کوئی تعلق نہیں۔ اور اس کے افضال کسی دن اور مہینہ سے وابستہ نہیں۔ مگر وہ انسان جس سے خدا تعالےٰ سلوک کرنا چاہتا ہے۔ وہ مہینوں سے وابستہ ہے۔ خدا تعالےٰ تو رات دن جاگتا اور ہمیشہ بیدار رہتا ہے۔ لیکن بندہ تو سوتا ہے۔ اس لئے باوجود اس کے کہ خدا کے لئے دن اور رات کی ساری گھڑیاں ایک جیسی ہیں۔ مگر انسان کے لئے نہیں۔ اس لئے فرمایا کہ بندہ کی دعائیں سننے کے لئے میں

رات کی آخری گھڑیوں

میں نیچے اُترتا ہوں۔ یعنی اس وقت دعائیں خاص طور پر قبول کرتا ہوں۔ یہ گھڑیاں گہری اور میٹھی نیند کی گھڑیاں ہوتی ہیں جو انسان خدا تعالےٰ کے لئے انہیں قربان کرتا ہے۔ اس کی دعا خدا تعالےٰ سنتا ہے۔ اس لئے نہیں کہ خدا کو رات کی آخری گھڑیوں سے تعلق ہے۔ بلکہ اس لئے کہ بندہ کو ان گھڑیوں سے تعلق ہے۔

اسی طرح خدا تعالےٰ کے سب مہینے برابر ہیں مگر بندہ سے پر کسل اور سستی کی حالت آتی ہے۔ اس لئے اس کی خاطر ایک مہینہ مخصوص کر دیا۔ اس لئے

کہ بندہ بارہ مہینے خدا تعالےٰ کی طرف ایک سا متوجہ نہیں ہو سکتا۔ پس خدا تعالےٰ نے اس مہینہ کو اس لئے نہیں چُنا کہ اسے

رمضان کا مہینہ پیارا ہے

بلکہ اس لئے چُنا کہ بندہ ایک مہینے کو مخصوص کئے بغیر خاص طور پر خدا کی طرف متوجہ نہیں ہو سکتا تھا۔ پس خدا تعالےٰ نے رمضان کو اس لئے نہیں چُنا کہ یہ مہینہ بابرکت تھا۔ بلکہ خدا نے انسانوں کو کمال حکمت سکھانے کے لئے اسے بابرکت بنایا۔ قرآن کو بھی رمضان کے ساتھ خاص تعلق ہے۔ مگر اس لئے نہیں کہ یہ مہینہ مبارک تھا۔ بلکہ جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی روحانیت اس کمال تک پہنچ گئی کہ قرآن شریف نازل ہو تو وہ رمضان کا مہینہ تھا۔ اس لئے اسے خدا تعالےٰ نے مبارک بنا دیا تاکہ انسانوں کو یاد دلائے کہ اس مہینہ میں عجز و انکسار اور خدا تعالےٰ کے آگے اپنے آپ کو ڈال دینے سے محمد رسول اللہ خاتم النبیین بن گئے۔

پس یہ مہینہ بار سے لئے

نشان ہے

یہ بندوں کو موقعہ دیتا ہے کہ خدا کی طرف سے خاص طور پر متوجہ ہوں اور جو کام ہمیشہ نہیں کر سکتے کم از کم اس مہینہ میں کریں ان حالات پر نظر ڈالتے ہوئے اور یہ کہ بندوں کے لحاظ سے تعلق رکھتے ہوئے یہ مہینہ بابرکت ہے۔ ورنہ خدا تعالےٰ کے لئے سب وقت یکساں ہیں۔ چونکہ بغیر وقت کی تعیین کے انسان سُست ہو جاتا ہے۔ اور یہ کہتے کہتے کہ کل کریں گے وقت گزار دیتا ہے۔ اس لئے خدا تعالےٰ نے اس مہینہ کو چُنا۔ تاکہ سُست سے سُست اور غافل سے غافل لوگوں کو بھی ہوشیار کرے۔ چونکہ یہ مہینہ جاہل اور گم گشتہ راہ ہدایت مخلوق کو خدا کی طرف کھینچ لاتا ہے۔ اس لئے بابرکت ہے پس ان برکات سے جو اس مہینہ کے ساتھ وابستہ ہیں اور اس حکمت کے ماتحت جو میں نے بیان کی ہے ہمیں اس سے بہتر سے بہتر فائدہ اُٹھانا چاہیئے۔ جو طبائع پہلے خدا تعالےٰ کی طرف متوجہ نہ تھیں ان کو اس طرح متوجہ ہونا چاہیئے۔ کہ یہ رمضان کا مہینہ چلا جائے۔ مگر ان کے لئے نہ جائے

رمضان کی یہی خوبی ہے

کہ انسان اس ماہ میں خدا تعالےٰ کے لئے رات کو اُٹھتا ہے اور دعائیں کرتا ہے لیکن جو شخص ہمیشہ رات کو اُٹھے۔ اور خدا تعالےٰ کے حکم کے ماتحت اپنی لیاقت اور قوت کے ماتحت عبادت

کرے۔ اس کے لئے

رمضان کے گذر جانے کے بعد

بھی رمضان ہی رہے گا پس یہ ناممکن نہیں ہے کہ اس رمضان کی وجہ سے ایسی توفیق مل جائے کہ باقی گیارہ مہینے بھی رمضان ہی رہے۔

ہمارے دوستوں کو اس ماہ کے برکات سے فیضیاب ہونے کے لئے خصوصیت سے کوشش کرنی چاہیئے اور خصوصیت سے دعائیں کرنی چاہئیں۔ خدا تعالےٰ تو ہر وقت سُنتا ہے مگر انسان کی ہمت بندھانے کے لئے خدا تعالےٰ اسے

خاص موقعہ

دیتا ہے۔ میں نے دیکھا ہے کہ معمولی کھیلوں اور کاموں میں بھی اگر یہ طریق نہ رکھا جائے تو وہ نہ ہو سکیں۔ مثلاً ایم۔ اے کا امتحان شاید ہی کوئی پاس کرتا۔ اگر صرف یہی آخری امتحان رکھا جاتا۔ پس امتحانات کے درجے اس لئے رکھے جاتے ہیں کہ انسان کو جرأت پیدا ہو۔ اور وہ سمجھے اب میں نے امتحان پاس کر لیا ہے۔ اب یہ اور اسی طرح ترقی کرتا جائے۔ اسی طرح چھوٹے بچے کو استاد دیکھتا ہے کہ سُست ہو رہا ہے۔ تو کہتا ہے بس ایک دفعہ سبق دہرا لو۔ تو یاد ہو جائے گا۔ اسی طرح رسہ کھینچنے کے وقت جب لڑکے سُست ہونے لگتے ہیں تو کہا جاتا ہے۔ ذرا زور لگا لو تو جیت جاؤ گے اس سے ان کے دل مضبوط ہو جاتے ہیں۔

بات یہ ہے کہ جب انسان کو معلوم ہو جائے کہ اس کا مقصود اسے ملنے والا ہے۔ تو وہ اپنی

انتہائی قوت اور طاقت

خرچ کر دیتا ہے۔ اسی لئے خدا تعالےٰ نے انسان کی ہمت کی کمزوری کو دیکھ کر کہا لو آج میں تمہاری دعائیں سننے کے لئے تیار ہو گیا ہوں تاکہ جو اپنی کم ہمتی کی وجہ سے اپنی دعائیں اسے سُنانے نہیں جاتے۔ وہ بھی جائیں تو یہ بندوں کے لحاظ سے باتیں ہیں چونکہ جس ہستی نے انسان پیدا کیا وہی جانتی ہے کہ انسان کس طرح ہدایت پا سکتا ہے۔ اس لئے اس نے یہ طریق رکھا ہے ورنہ خدا تعالےٰ کامل ہے ہمیشہ سے کامل ہے اور ہمیشہ کامل رہے گا۔ وہ بابرکت ہے ہمیشہ سے بابرکت ہے اور ہمیشہ بابرکت رہے گا مگر کوئی وجہ سہی۔ ہماری کمزوری۔ ہماری سستی ہماری کوتاہی کی وجہ سے ہی سہی۔ بہرحال جب ہماری کمزوری نے اس کی برکات حاصل کرنے کا خاص موقعہ بہم پہنچایا ہے تو ہم کیوں اس موقعہ سے فائدہ

نہ اُٹھائیں۔

پس ان ایام میں

خصوصیت سے دعائیں

کرو اور صرف اپنے نفس کو ہی مدنظر نہیں رکھنا چاہیئے بلکہ اسلام اور سلسلہ کی ترقی اسلام اور سلسلہ کی کامیابی کے لئے بھی دعائیں کرنی چاہئیں۔ ہم اس وقت ایک روحانی جنگ میں ہیں۔ اور جنگ کے موقعہ پر شخصی ضروریات کو قومی ضرورت پر قربان کر دیا جاتا ہے جس طرح جنگ کے موقعہ پر یہ نہیں دیکھا جاتا کہ کسی کا اکلوتا بیٹا ہے یا دس پانچ بلکہ قوم کی خاطر قربانی کا سوال ہوتا ہے۔ اسی طرح آج

اسلام کی عظمت کا سوال

ہے اور خصوصیت سے اسلام کی خدمت کی ضرورت ہے۔

پھر ایک طریق دعا کرنے کا یہ بھی ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے دعا کرتے وقت اپنے بھائیوں کو یاد رکھا کرو یہ منشا ہے کہ کوئی شخص اپنے لئے دعا نہ مانگے۔ اور صرف دوسروں کے لئے مانگے۔ اپنے لئے بھی مانگنی چاہیئے۔ مگر جب دوسروں کے لئے مانگتا ہے تو

فرشتے اس کے لئے دعا

مانگتے ہیں۔ جو شخص یہ کہے کہ میں دوسروں کے لئے ہی دعا مانگتا ہے وہ غلطی کرتا ہے اس میں کبر پایا جاتا ہے گویا وہ اپنے آپ کو خدا کا محتاج نہیں سمجھتا سو اپنے لئے بھی دعا مانگو اور دوسروں کیلئے بھی اس سے

اصلاح نفس اور قربانی کا مادہ

بھی پیدا ہوتا ہے کیونکہ جب ہم خدا تعالےٰ سے کہتے ہیں کہ ہمارے فلاں بھائی کو یہ دے دے تو کیا جب موقعہ ہوگا ہم خود حتی الامکان اس کی مدد کریں گے؟ ضرور کریں گے۔ ورنہ ہماری دعا جھوٹی ہوگی۔ اس طرح دعا کرنے سے قومی نظام مضبوط ہوتا ہے۔

پس جماعت کے سب بھائیوں کیلئے مصیبت زدوں کیلئے اور ان کے لئے بھی جو ابتلاء میں ہوں خواہ وہ ابتلاء روحانی ہوں ان کے لئے مجموعی طور پر ان کی دینی و دنیوی ترقیات کے لئے دعائیں کرنی چاہئیں تاکہ ملائکہ ہمارے لئے دعا کریں۔

خطبہ ثانی کے بعد فرمایا

ہر بات میں اللہ تعالےٰ کی حکمت ہوتی ہے آج میری طبیعت ایسی خراب تھی کہ سر پھٹا جاتا تھا اور غشی کی حالت ہو جاتی تھی میں نے سمجھا جمعہ میں نہیں جا سکوں گا مگر پھر خیال آیا جا کر نماز پڑھ دوں خطبہ نہیں پڑھوں گا مگر یہاں آ کر خطبے کی تحریک ہوئی اور خدا تعالےٰ نے بولنے کی توفیق دی۔ جس قدر میں نے خطبہ بیان کیا ہے وہ عام خطبوں سے کم نہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ خدا تعالےٰ کے

خاص تصرف

کے ماتحت ہے اس لئے بھی جماعت کو اس طرف خاص توجہ دینی چاہیئے۔

نائیجیریا (افریقہ) میں جماعت ہائے احمدیہ کا کامیاب جلسہ سالانہ

(بقیہ صفحہ اوّل)

اور احباب کو زیادہ سے زیادہ مالی قربانی کرنے کی تلقین کی۔ ازاں بعد محترم امیر صاحب نے حاضرین سے اپیل کی کہ کھلے فرد ریات کے لئے دل کھول کر چندہ دیں۔ تاکہ مشن کے کام باحسن سرانجام دیئے جا سکیں۔ چنانچہ دوست اپنی اپنی رقم ادا کرنے کے لئے دھڑا دھڑ سٹیج پر آنے لگے اور تھوڑے سے وقت میں خاصی رقم جمع ہو گئی۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے امسال جمع شدہ رقم گزشتہ سالوں کی نسبت کافی زیادہ تھی اس پر جلسہ کا پہلا اجلاس اختتام پذیر ہوا۔

کھانے اور نماز ظہر و عصر سے فارغ ہو کر اس میں مجلس شوریٰ کا اجلاس شروع ہوا جس میں تمام مشنوں کے نمائندگان نے شرکت کی تھی۔ تبلیغ تعلیم اور بجٹ وغیرہ امور زیر بحث آتے تھے۔ بہت سے احباب نے بحث میں حصہ لیا اور اپنی آراء پیش کیں آئندہ سال کے لئے عہدیداروں کا انتخاب بھی عمل میں آیا۔ گزشتہ سال مشن کی طرف سے کثرت سے لٹریچر شائع کیا گیا اور پھر مشنوں کو تقسیم کے لئے بھجوایا گیا اکثر احباب نے اس کی بہت تعریف کی اور اس کے اچھے اثرات کا ذکر کیا۔ نیز اپنے اپنے علاقوں میں مبلغین کے قیام پر زور دیا۔ آخر میں محترم امیر صاحب نے مرکز کے ایک خط کے مطابق حاضرین کو یہ اطلاع دی کہ عنقریب ان کی جگہ کام کرنے کے لئے پاکستان سے ایک اور مبلغ تشریف لا رہے ہیں۔ اور وہ غالباً مارچ ۱۹۶۴ء میں انہیں چارج دیکر واپس پاکستان تشریف لے جائیں گے۔ اس پر احباب نے محترم امیر صاحب کے نائیجیریا میں ہے قیام میں جو کہ قریباً ۱۳ سال کا عرصہ بنتا ہے آپ کی خدمات کے بارہ میں اپنے خیالات کا اظہار کرنا شروع کیا۔ یہ سلسلہ کافی لمبا ہو گیا۔ اسی دوران میں ہمارے ایک سرکٹ کے چیئرمین صاحب جناب M.A. SANNI نے جو کئی سال تک نائیجیریا کی فیڈرل پارلیمنٹ کے رکن رہے، اس مجلس میں ایک ریزولیوشن پیش کیا جس میں محترم امیر صاحب کی خدمات جلیلہ کا اعتراف کیا گیا تھا۔ یہ ریزولیوشن متفقہ طور پر پاس ہوا۔ احباب جماعت نے اپنے جن خیالات و جذبات کا اظہار فرمایا محترم امیر صاحب نے مختصر تقریر میں ان کا شکریہ ادا کیا۔ اور دعا کی تحریک فرمائی۔ اس کے بعد آپ نے اجتماعی دعا کرائی اور مجلس شوریٰ کا یہ اجلاس ساڑھے نو بجے شب اختتام پذیر ہوا۔

۲۷ر دسمبر کو جلسہ کے دوسرے دن کا پہلا اجلاس پریذیڈنٹ جنرل احمدیہ مشن نائیجیریا جناب S.O.B AKARE کی زیر صدارت شروع ہوا۔ تلاوت قرآن مجید کے بعد جناب M.A. SANNI نے خلافت احمدیہ کے موضوع پر تقریر فرمائی۔ آپ نے متعدد قرآنی آیات پیش کر کے خلافت کی اہمیت و ضرورت واضح کی۔ آپ نے کہا کہ خلافت احمدیہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیوں کے عین مطابق قائم ہوئی۔ اور اس کی برکات کو آج ہم خود اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ احمدیت اور اسلام کی ترقی اسی خلافت سے وابستہ ہے۔ آپ نے سامعین کو تلقین کی کہ وہ ہمیشہ خلافت کے ساتھ وابستہ رہیں۔

اس موقع پر محترم امیر صاحب نے بھی ایک مختصر تقریر میں خلافت کی ضرورت پر زور دیا۔ آپ نے فرمایا کہ اسلام کی ترقی کے لئے ضروری ہے کہ تمام دنیا کے مسلمانوں میں اتحاد اور تنظیم قائم ہو۔ اور وہ ایک ہاتھ پر جمع ہوں۔ اور یہ مقصد سوائے خلافت کے حاصل نہیں ہو سکتا۔ آپ کے بعد مکرم چوہدری عبد المجید صاحب بھٹی پرنسپل مسلم ٹیچرز ٹریننگ کالج لیگوس نے "اسلام اور اعلیٰ تعلیم" کے بارہ میں اپنے خیالات کا اظہار فرمایا۔ آپ نے بتایا کہ اسلام نے حصول تعلیم پر بڑا زور دیا ہے اور مسلمانوں کا یہ فرض قرار دیا ہے کہ وہ زیادہ سے زیادہ تعلیم حاصل کریں۔ آپ نے فرمایا کہ اسلام سائنس کے خلاف نہیں بلکہ اس کے ثابت شدہ حقائق کی وہ تائید کرتا ہے

ہمارے ایک امریکن احمدی بھائی جناب خلیل محمود صاحب میاں ایک یونیورسٹی میں ملازم ہیں انہوں نے بھی جلسہ میں شرکت فرمائی اور ایک مختصر تقریر بھی کی جس میں انہوں نے امریکن احمدیوں کے کچھ حالات بیان فرمائے۔ نیز اسلام و عیسائیت کی بعض تعلیمات کا موازنہ بھی کیا۔

اس اجلاس کی آخری تقریر محترم جناب کرنل ڈاکٹر سید محمد یوسف شاہ صاحب انچارج احمدیہ ڈسپنسری لیگوس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کے متعلق فرمائی آپ نے اسلام میں مسیح و مہدی کے بارہ میں پیشگوئیوں کو تفصیلاً بیان فرمایا۔ اور پھر ان پیشگوئیوں کو بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی ذات پر چسپاں کر کے بتایا کہ آپ ہی مسیح و مہدی معہود ہیں۔ مکرم شاہ صاحب موصوف نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کارہائے نمایاں پر بھی روشنی ڈالی۔

نماز جمعہ اور کھانے وغیرہ سے فارغ ہونے کے بعد ۴ بجے شام ہمارے جلسہ کا آخری اجلاس شروع ہوا۔ اس کی صدارت کے فرائض محترم امیر صاحب نے سرانجام دیئے۔ جناب B.B. BALOGUN صاحب نے قرآن مجید کی تلاوت کی۔

مکرم جناب Y.A. SAPI نے "اسلام ایک عالمگیر مذہب ہے" کے موضوع پر پُرمغز تقریر فرمائی۔ یہ صاحب ایک مخلص احمدی نوجوان ہیں۔ ایک عرصہ تک آپ ہمارے اخبار TRUTH میں کام کرتے رہے۔ پھر صحافت کی مزید تعلیم کے لئے گورنمنٹ کے وظیفہ پر انگلستان گئے۔ وہیں آپ نے وکالت کی تعلیم بھی حاصل کی۔ اسی سال آپ لندن سے واپس اپنے ملک تشریف لائے۔ اور آجکل یہاں ایک اچھے عہدہ پر فائز ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ عیسائی پادری اپنے طرز عمل سے ثابت کرتے ہیں کہ ان کا مذہب عالمگیر نہیں۔ اس کے بعد سیکرٹری جنرل A. R. A. OTULE نے مشن کی سالانہ کارگزاری کی مختصر رپورٹ احباب کے سامنے پیش کی۔ اور انہیں مشن کی سرگرمیوں سے روشناس کرایا۔ آپ کی یہ رپورٹ تبلیغ تعلیم، اخبار TRUTH اسلامی لٹریچر، احمدیہ ڈسپنسریز اور مالیات وغیرہ امور کے متعلق تھی۔ اور بہت امید افزا تھی۔ احباب کو مشن کی عمدہ کارکردگی سے خوشی ہوئی۔

اس کے بعد ہمارے ایک مقامی مبلغ جناب A.K. MUSTAFA نے مشن کی طرف سے شائع کردہ رسائل و کتب کا تعارف حاضرین سے کرایا۔ اس موقع پر احباب نے کافی لٹریچر خریدا۔

اجلاس کے آخر میں محترم امیر صاحب نے ایک مختصر اختتامی تقریر فرمائی اور پھر دعا کے بعد جلسہ برخاست ہوا۔

ہمارے جلسہ کی رپورٹ ریڈیو نائیجیریا نے کئی بار نشر کی اور اخبارات میں بھی شائع ہوتی رہی اس سلسلہ میں فیڈرل حکومت کے محکمہ اطلاعات نے جو پریس ریلیز جاری کیا اور اخبارات میں شائع ہوا۔ اس کا ترجمہ درج ذیل ہے:-

"عزت مآب سلطان لیگوس نے زعماء پر زور دیا ہے کہ وہ باہمی اتحاد تعاون اور سلامتی کیلئے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کریں۔ یہ بات انہوں نے اپنے اس پیغام میں کہی جو آپ نے جماعت احمدیہ کے سالانہ جلسہ کے موقع پر بھجوایا۔ آپ نے فرمایا آجکل تمام دنیا میں جلسے منعقد کئے جا رہے ہیں اور ان تمام کا مقصد اتحاد اور امن و سلامتی کو قائم کرنا ہے۔ لیکن ابھی تک لوگ صرف اس کوشش میں مصروف ہیں کہ ان مسائل کے حل کا کوئی طریق معلوم کیا جائے جس کے نتیجہ میں امن قائم ہو سکے۔ آپ نے کہا کہ اسلام امن کا علمبردار ہے اور مسلمان جن کا مذہب امن و سلامتی کی تعلیم دیتا ہے ان کا یہ فرض ہے کہ وہ نائیجیریا کے مختلف قبائل میں بلا امتیاز مذہب و ملت یکجہتی پیدا کریں۔ آپ نے فرمایا کہ جماعت احمدیہ اس مقصد کے لئے کام کر رہی ہے۔ لوگوں کی نظریں اس پر ہیں کہ وہ ان فرائض کو معجزانہ رنگ میں سرانجام دے کر انسانیت کی بہتری اور خدا تعالیٰ کی عظمت شان کا موجب بنے گی!

"جلسہ کا افتتاح کرتے ہوئے مولوی نسیم سیفی صاحب رئیس التبلیغ مغربی افریقہ نے کہا کہ دنیا کی مشکلات و مسائل کا واحد حل یہ ہے کہ لوگ خدا تعالیٰ کی طرف توجہ کریں اور اس کے حضور جھکیں۔ مولوی صاحب موصوف نے والدین کو متنبہ کیا کہ آئندہ نسل کو شریف انسان اور اچھے شہری بنانے کی تمام تر ذمہ داری ان کے کندھوں پر ہے۔ آپ نے کہا کہ بے شک آزادی انسان کا پیدائشی حق ہے لیکن آزادی کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ انسان مادر پدر آزاد بن جائے۔ آزادی کا ہر وہ تصور جو منظم زندگی کی بنیادوں میں رخنہ ڈالے وہ اس قابل نہیں کہ ایک مذہبی شخص کے ذہن میں جگہ پائے۔ جناب مولوی صاحب نے حاضرین پر زور دیا کہ وہ منظم زندگی اپنائیں اور خدا تعالیٰ اور اس کی مخلوق کے لئے قربانی کریں نائیجیریا کے ہر حصہ سے جماعت احمدیہ کے ممبر اس جلسہ میں شرکت کر رہے ہیں"

خدا تعالیٰ کے فضل سے ہمارا یہ جلسہ ہر لحاظ سے کامیاب رہا۔ احباب سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے مشن کے کاموں میں برکت ڈالے اور زیادہ سے زیادہ ترقی دے۔

اعلان نکاح

مورخہ ۲۴ر جنوری ۱۹۶۴ء بروز اتوار بعد نماز عشاء مکرم جناب محمد احمد صاحب تسنیم درویش کے حقیقی بھائی برادرم بشیر الدین صاحب مالاباری کا نکاح ۵۰۰ روپے مہر پر میری ماموں زاد بہن عزیزہ زبیدہ بیگم صاحبہ کے ساتھ عمل میں آیا خاکسار نے اس نکاح کا اعلان کیا۔ تمام احباب کرام سے درخواست ہے کہ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اسے بابرکت اور مثمر ثمرات

دعا کی اہمیت اور مفکرین یورپ

آ رہا ہے اس طرف احرار یورپ کا مزاج ✼ نبض پھر چلنے لگی مُردوں کی ناگاہ زندہ وار

مکرم قریشی محمد عبد اللہ صاحب ربوہ

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمیں زندہ خدا اور اس کے معجزات دکھائے ہیں۔ ہم نے آپ کے ذریعہ اپنے حی و قیوم خدا کو پایا۔ جس سے اپنی مشکلات کے وقت جب بھی ہم نے امداد چاہی وہ ہماری امداد کو دوڑتا ہوا آیا۔

اگرچہ ہم اللہ تعالیٰ پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت سے قبل بھی ایمان رکھتے تھے۔ مگر وہ ایمان محض رسمی تھا۔ ہمیں نہ اس کی شناخت تھی اور نہ اس کی بصیرت حاصل تھی لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی برکت اور توجہ سے اب ہمیں بفضلہ تعالیٰ اپنے خدا پر کامل ایمان حاصل ہے۔ حضور نے ہمیں خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کرنے اور اس سے اپنی مشکلات کے وقت دعا کرنے کا طریق سکھلایا۔

ایسے وقت میں جب ہمارے بڑے بڑے مسلم لیڈر دعا کو محض ایک رسم خیال کرتے تھے کیونکہ وہ خود اس کوچہ سے نابلد اور اس کی حقیقت سے ناشناس تھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دعا کو ہی امت مسلمہ کی اصلاح کا ذریعہ قرار دیا۔ اور فرمایا

”کہ خدا شناسی کا ذریعہ ہی دعا ہے۔ اس لئے دعا کرو تا تمہیں طاقت ملے۔ دعا بڑی طاقت ہے جو شخص دعا میں لگا نہیں رہتا اور انکسار سے خدا کو یاد نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔“ (کشتی نوح)

آپ نے اپنی جماعت کو دعا کرنے کی پُر زور تلقین فرمائی۔ آپ کا سارا لٹریچر اس کا شاہد ہے۔ اور اصل حقیقت بھی یہی ہے کہ بندے اور خالق کے درمیان تعلق کا یہی ایک واسطہ ہے۔ اور اگر یہ بھی نہ ہوتا تو خدا کے بندے کیا کرتے۔ اور وہ اپنی روح کی پیاس کس چشمہ سے بجھاتے۔ خدا تعالیٰ اور بندہ سے تعلق حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ نے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بڑی صاحبزادی ہیں کیا ہی خوب فرمایا ہے کہ

اے محسن و محبوب خدا اے میرے پیارے
اے راحت جاں اے دلِ محزوں کے سہارے
اے شاہد جاں نور زماں خالق باری
ہر نعمت کونین تیرے نام پہ واری
یارا نہیں باقی ہے زباں شکر و ثنا کا
احسان ہے بندوں کو دیا اذن دعا کا
کیا کرتے جو حاصل یہ وسیلہ بھی نہ ہوتا
یہ آپ سے دو باتوں کا حیلہ بھی نہ ہوتا

یہ امر کہ دعا کیسے کی جائے اس کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

”زندگی کا ذرا اعتبار نہیں اور دنیا کی خوابگاہ نہایت دھوکہ دینے والی چیز ہے رات کو دعا کرو۔ صبح کو دعا کرو جنگل میں جا کر دعا کرو۔ جماعت کے ساتھ دعا کرو اور تنہائی میں دروازے بند کر کے دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ نفس امارہ سے آزادی بخشے۔ جہاں تک ہو سکے گریہ و زاری کی عادت ڈالو کہ رونے والوں پر اس کو رحم آتا ہے کوشش کرو کہ خدا تعالیٰ کے روبرو صاف و پاک ہو جاؤ جیسے قرآن شریف کی ہدایتوں سے اس کا منشاء ہے کہ کاہلی کوئی چیز نہیں اور بے مجاہدہ کوئی منزل تک نہیں پہنچ سکتا۔“

(خط بنام مولوی محمد احسن صاحب امروہی مرحوم)

حضور نے اپنے خط میں حضرت الحاج حکیم الامت مولوی نور الدین رضی اللہ عنہ تعالیٰ عنہ (خلیفۃ المسیح الاول) کو تحریر فرمایا:-

”رات کے آخری پہر میں اٹھو اور وضو کرو اور چند دوگانہ اخلاص سے بجا لاؤ۔ اور درد مندی اور عاجزی سے یہ دعا کرو۔“

”اے میرے محسن اور اے خدا میں ایک تیرا ناکارہ بندہ پُر معصیت اور پُر غفلت ہوں۔ تو نے مجھ سے ظلم پر ظلم دیکھا اور انعام پر انعام کیا اور گناہ پر گناہ دیکھا اور احسان پر احسان کیا۔ تو نے ہمیشہ میری پردہ پوشی کی اور اپنی بے شمار نعمتوں سے مجھے متمتع کیا سو اب بھی مجھ نالائق اور پُر گناہ پر رحم کر اور میری بے باکی اور ناسپاسی کو معاف فرما۔ اور مجھ کو میرے اس غم سے نجات بخش کہ بجز تیرے کوئی چارہ گر نہیں۔ آمین ثم آمین۔“

”مگر مناسب ہے کہ بروقت اس دعا کے فی الحقیقت کمال جوش سے اپنے گناہ کا اقرار اور اپنے مولا کے انعام و اکرام کا اعتراف کرے۔ کیونکہ صرف زبان سے پڑھنا کوئی چیز نہیں۔ جوش دل چاہیئے۔ اور رقت اور گریہ بھی۔ یہ دعا معمولات اپنی میں سے ہے۔ اور درحقیقت اسی عاجز کے مطابق حال ہے۔“

بعض مسلمان مفکر مغربیت زدہ لوگ دعا کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نظریات پر ہنسا کرتے تھے خود مسلمان لیڈر بھی دعا کی قوت پر ایمان رکھتے تھے۔ چنانچہ سر سید مرحوم یہی عقیدہ رکھتے تھے۔ اس وقت حضور علیہ السلام نے اطلاع فرمایا کہ وہ دن نزدیک سے نزدیک تر آ رہے ہیں۔ آپ کی سچائی خوارق عادت طور پر دنیا پر کھل جائے گی۔ کیونکہ یہ

قضائے آسمان است ایں بہر حالت شود پیدا

اسی طرح آپ نے فرمایا ہے

آ رہا ہے اس طرف احرار یورپ کا مزاج
نبض پھر چلنے لگی مُردوں کی ناگاہ زندہ وار

چنانچہ اس کے آثار نظر آ رہے ہیں یعنی یہ مادیاتی اور سائنسی دنیا جو خدا اور دعا سے بکلی ناشناس تھی اب دن بدن اسی پاکیزہ تعلیم کی طرف دوڑی چلی آ رہی ہے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے دنیا کو دی اور آپ کامل بروز حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسے اس زمانہ میں پھر دنیا کے سامنے پیش کر کے اس کی برکات کو دنیا پر واضح فرمایا۔ اب یورپ کے فلاسفر اور ڈاکٹرز اس کی طرف رجوع کرتے نظر آ رہے ہیں اپنے بیان کی تائید میں ہم ذیل میں موجودہ صدی کے ایک مشہور یورپین ڈاکٹر

Alexis Carrel M.D.

کے ایک قابل قدر مضمون کا ترجمہ ہدیہ ناظرین کرتے ہیں۔ جو دنیا کے مشہور اور کثیر الاشاعت انگریزی رسالہ ریڈرز ڈائجسٹ (Readers Digest) کے نومبر ۱۹۶۲ء کے ایڈیشن میں بعنوان "Prey is power" یعنی دعا ایک قوت ہے شائع ہو چکا ہے۔ وہ ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں:

”دعا صرف ایک عبادت ہے بلکہ یہ ایک ایسا لطیف جذبہ ہے جو انسان کے اندر ہر وقت موجود رہتا ہے یہ ایک بہت ہی پُر زور قوت ہے جسے ہر انسان اپنے اندر پیدا کر سکتا ہے اگر ہر انسان پر دعا کو اپنا شعار بنا لے تو اس کی زندگی کامل رنگ میں طمانیت سے بھرپور رہیگی۔ اور اس کا دل غنی سے پُر ہو جائے گا۔ دعا ایک ایسی طاقت ہے جو زمین کی کشش ثقل کی مانند اپنے اندر بہت بڑی تاثیر رکھتی ہے۔ ایک معالج کی حیثیت سے میں نے ایسے بہت سے آدمی دیکھے ہیں جو اپنی سائنٹفک کوشش صرف کر لینے کے باوجود اپنی زندگی سے مایوس ہو چکے تھے لیکن محض اپنی مضطربانہ دعاؤں کے طفیل وہ اپنی لا علاج بیماریوں اور غم و حزن سے نجات پا گئے اور اس طرح ایسے حادثات نے بالآخر معجزات کی شکل اختیار کر لی۔ مگر ایسے خاموش مگر پُر معجزات حالات بساحت مردوں اور عورتوں کے دلوں میں اسی وقت اثر پذیر ہوتے ہیں جب وہ اس حقیقت کو پا لیتے ہیں کہ دعا اور صرف دعا ہی ایک واحد ذریعہ ہے جو ان کی روزمرہ کی زندگی میں انکی مستقل مزاجی میں ان کے کام آتی ہے۔

بہت سے لوگوں کا خیال ہے کہ دعا چند رسمی الفاظ کو کلیتہً رٹ لینے کا نام ہے یہ کمزور دل اور غریبوں کیلئے سہارا کا کام دیتی ہے یا بچوں کی مادی اشیاء کیلئے خواہش کی قسم کا درجہ رکھتی ہے لیکن یہ ایک ایسی حقیقت ہے کہ جو ہر انسان کی مکمل نشو و نما اور ترقی کے لئے ایک ضروری لابدی شے کا حکم ہے۔ صرف دعا کے ذریعہ ہی ہم اپنے دل و دماغ اپنی روح اور جسم کے درمیان ہم آہنگی پیدا کر سکتے ہیں کیونکہ دعا ہی ایک ایسا پاکیزہ جذبہ ہے جو ہماری غیر مستقل کمزور اور فانی زندگانی کو بلا کی قوت بخشتی ہے۔

یہ سوال کہ دعا ہمیں کس رنگ میں فوائد و قوت عطا کرنے کی بجائے حفاظتی قلعہ بخشتی ہے اس کا جواب سائنس کی علمداری سے قطعاً بالا تر ہو کر تسلیم کرنا پڑے گا ہے کہ تمام دعائیں ایک یقینی حد تک ایک ہی سچائی کو ثابت کرتی ہیں کہ بنی نوع انسان اپنی محدود طاقتوں کے ذریعہ اپنی توجہ کو ایک غیر محدود طاقت (یعنی خدا تعالیٰ) کی ہستی مترجم کی طرف مرکوز کر کے اس سے اپنے لئے ترقی کی راہیں طلب کرے۔

دعا کرتے وقت ہمارے پیش نظر یہ امر ہے کہ اس اتھک ہستی (یعنی حی و قیوم) خدا جسے نہ اونگھ آتی ہے نہ نیند۔ اور نہ کسی قسم کی تھکاوٹ اس پر اثر انداز ہوتی ہے۔ خاکسار (مترجم) کے ساتھ اپنا تعلق پیدا کرلیں جو اس کارخانہ عالم کو چلانے کا مختار ہے۔

ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا اس عظیم طاقت کا ایک حصہ ہماری فوری ضرورت کے لئے بھی مخصوص ہو سکتا ہے تا اس کے نتیجہ میں ہمارا بشری خامیاں ختم ہو کر ہمارے اندر ایک نئی طاقت و توانائی پیدا ہو سکے۔ اس کا جواب تو یہی ہے کہ اس خاص سبق کو ہم حاصل کرنے کیلئے ہمیں دعا کو اپنی عادت بنانا لازم ہو گا اور اس کے لئے کسی خاص جگہ یا وقت کو مخصوص کرنا ضروری نہیں بلکہ دعا ہر وقت ہی کرتے رہنا چاہیئے۔ گلی ہو یا دفتر سکول ہو کوئی گرجا ہو یا سکون مخصوص کمرہ پھر اس کے لئے کسی خاص طرز و نشست وقت یا جگہ کی بھی کوئی قید نہیں ہے۔ جاہ سے نزدیک صبح کے وقت کو دعا کیلئے (باقی صفحہ پر)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کارنامے

(۴)

از مکرم مولوی محمد کریم الدین صاحب فاضل مبلغ کشمیر

کسرِ صلیب احادیث میں مسیح موعود کا ایک کارنامہ یہ بیان کیا گیا ہے کہ وہ صلیب کو توڑے گا۔ اس کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کسرِ صلیب کا شاندار کارنامہ سرانجام دیا ہے۔ آپ نے عیسائیوں پر اتمام حجت کرنے کے لئے بائبل کے مستند حوالہ جات سے یہ امر روزِ روشن کی طرح واضح فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام صلیب پر فوت نہیں ہوئے بلکہ زندہ اتار لئے گئے تھے اور لعنتی موت سے بچائے گئے تھے۔ اس کا ثبوت صرف بائبل ہی سے نہیں بلکہ تاریخ اور طب کی کتابوں سے بھی ملتا ہے کہ واقعۂ صلیب کے بعد آپ اپنی کھوئی ہوئی بھیڑوں کی تلاش میں ہندوستان آ گئے۔ اور سری نگر محلہ خانیار میں اُن کی قبر اب تک موجود ہے۔ اس کی مفصل بحث آپ کی کتاب "مسیح ہندوستان میں" میں پائی جاتی ہے۔ اس تحقیق کا نتیجہ یہ ہوا کہ عقیدہ صلیب اور کفارہ محض ایک بے بنیاد چیز ہو کر رہ گیا اور گویا عیسائیت کی ساری عمارت دھڑام سے نیچے آ رہی۔ اور آج اسی کے نتیجہ میں یورپ میں ایک ہلچل مچی ہوئی ہے اور صلیب کے ٹکڑے خود اپنا سے صلیب کر رہے ہیں۔ وہ اس طرح کہ ۱۹۵۷ء میں ایک کتاب Jesus in Rome مصنفہ Robert Graves & Joshua Podro مشہور اشاعتی ادارہ Cassel and Company London کی طرف سے شائع کی گئی ہے۔

تاریخی اور سائنسی شواہد سے ثابت کیا گیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام صلیب پر فوت نہیں ہوئے۔ اور نہ اپنے جسم عنصری کے ساتھ آسمان پر گئے ہیں۔

● ۱۹۵۷ء میں مغربی جرمنی سے ایک کتاب بعنوان "Das Linnen" مصنفہ Kurt Burna شائع کی گئی جس میں Science of Photography کے ذریعہ ثابت کیا گیا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو صلیب پر سے اتارنے کے بعد آپ کے زخموں پر مرہم لگا کر آپ کو جس چادر میں لپیٹا گیا تھا جو اب تک محفوظ ہے، اس پر جو نشان ہیں وہ ثابت کرتے ہیں کہ مسیح اس وقت زندہ تھے اور ان کے دل کی حالت اس وقت نارمل تھی اور انہوں نے صلیب پر جان نہیں دی بلکہ صلیب سے زندہ ہی اتارے گئے تھے۔

● بائبل کے مشہور عالم C. R. Gregory نے اپنی کتاب "Canon and Text of The New Testament" میں انجیل مرقس کے اس نسخے کا ذکر کیا ہے جو انہیں یونان میں کوہ ایتھاس سے ملی تھی۔ انہوں نے لکھا کہ:-

"یہ امر بہت حیرت انگیز ہے کہ وہ نسخہ جو مجھے کوہ ایتھاس سے آج سے بیس برس قبل ملا تھا اس میں آخری آیات بالکل مختلف ہیں۔ اس میں لکھا ہے:-

"مسیح کے حواری مختلف ممالک میں پھیل گئے اور پھر حضرت مسیح (علیہ السلام) خود بھی مشرق سے ظاہر ہوئے اور مغربی ممالک تک آپ نے اپنے حواریوں کے ذریعہ ابدی نجات کی مقدس اور پاکیزہ تعلیم پھیلائی۔ آمین۔"
(انجیل مرقس کا آخری ورق ۱۲)

اور آج حضرت کاسر الصلیب علیہ السلام کے خدام کے ذریعہ دنیا کے مختلف ممالک میں کسرِ صلیب کا یہ اثر ہے کہ کہاں تو وہ بلند بانگ دعوے کہ صلیب کی ضیا پاشیاں خاص مکہ کے حرم میں داخل ہوں گی اور کہاں یہ انقلاب کہ اسلام کے مقابل عیسائیت کے لشکر ہر جگہ پسپا ہو رہے ہیں۔ چنانچہ ہالینڈ کا ایک اخبار "اسلامی ہلال یورپ کے افق پر" کے زیرعنوان لکھتا ہے:-

"یورپ کا نوجوان طبقہ عیسائیت سے بیزار ہو رہا ہے اور اس کے نتیجہ میں وہ کسی بھی دوسری چیز کو قبول کرنے کے لئے آمادہ ہو جاتا ہے۔ دوسری طرف اسلام یورپ میں تعداد کے لحاظ سے بڑھ رہا ہے اور یہ نوجوان ادھر مائل ہو رہے ہیں۔ اس میلان کو روکنے اور اس تبلیغ کے اثرات کو دور کرنے کے لئے جس کا سب سے طاقتور انجن جماعت احمدیہ ہے ہمیں اس کی یاد میں ایک مضبوط ستون تعمیر کرنا ہوگا!"
(بحوالہ مغرب کے افق پر صفحہ ۲)

ایسٹ افریقن سٹینڈرڈ مورخہ ۱۰ر نومبر ۱۹۶۳ء نے برٹش اینڈ فارن بائبل سوسائٹی کے جنرل سیکرٹری ریورنڈ ڈاٹسن کا ایک بیان شائع کیا ہے۔ جس میں وہ کہتے ہیں:-

"اس بات کا امکان ہے کہ اسلام افریقہ کا عمومی مذہب ہونے کی حیثیت سے عیسائیت کی جگہ لے لے۔ ... دنیا کی آبادی ہر ہفتہ دس لاکھ نفوس کے حساب سے بڑھ رہی ہے۔ لیکن اس کے مقابل پر چرچ اپنی آبادی کے لحاظ سے انحطاط کی طرف جا رہا ہے ...... اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اسلام ترقی کر رہا ہے۔ اگر عیسائیت میں ایک شخص داخل ہوتا ہے تو اسلام میں اس کے بالمقابل دو شخص داخل ہوتے ہیں۔ موقعہ کی نزاکت کو ہمیں محسوس کرنا چاہیئے۔ اگرچہ اس بات کا حالات کے پیش نظر قوی امکان نظر آتا ہے کہ ہم اس موقع کو کھو دیں اور فائدہ نہ اٹھا سکیں۔"
(الفضل مورخہ ۳۰ر نومبر ۱۹۶۳ء)

مسئلہ ختمِ نبوت ایک اہم مسئلہ جس کی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اصلاح فرمائی وہ ختم نبوت کا مسئلہ ہے مسلمان ختم نبوت کے ایسے معنے کرتے تھے جس سے آپ کی تعریف نہیں بلکہ آپ کی ہجو ہوتی تھی۔ یعنی ہر قسم کی نبوت کا دروازہ بند سمجھتے تھے۔ اس مسئلہ پر غور کرنے کے لئے سب سے پہلے انبیاء کی آمد کی غرض کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے جو یہ ہے کہ لوگ ایسے نادر وجودوں کے ذریعہ مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ کا زندہ نمونہ اور خدا تعالیٰ کے معجزات و نشانات کا مشاہدہ کر کے خدا کے قرب کے حصول کی کوشش کریں اور دنیا کے سامنے محض یہی بات نہ دہراتے رہیں کہ "پدرم سلطان بود" اب غور طلب امر یہ ہے کہ کیا زمانہ اس کی ضرورت باقی ہے یا نہیں؟ اگر جواب نفی میں ہو تو پھر خدا تعالیٰ پر یہ الزام آتا ہے کہ اس نے پہلے لوگوں کی ربوبیت روحانی کے لئے انبیاء بھیجے لیکن ہمیں اس سے محروم رکھا۔ پس خدا تعالیٰ کی صفت ربوبیت ہی متقاضی ہے اجرائے نبوت کی۔ البتہ اب کوئی ایسا نبی نہیں ہو سکتا جو کوئی نئی کتاب یا نیا کلمہ یا نئی شریعت لائے۔ بلکہ جو بھی ہوگا وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا امتی اور آپ کا غلام ہوگا۔ اور شریعتِ محمدیہ پر لوگوں کو عمل کرانے کے لئے آئے گا۔

مسئلہ ختم نبوت ایک وسیع مضمون ہے اس کی تشریح سے قطع نظر میں یہاں صرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وہ حوالے پیش کرتا ہوں جن میں آپ نے اس عقیدہ کی کچھ تشریح فرمائی ہے۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے لاکھوں افراد نے اپنی اصلاح کی اور شمع احمدیت کے پروانے بن گئے۔ اور ابھی تک جو اپنے خیال پر اڑے ہوئے ہیں۔ خدا تعالیٰ آخرکار انہیں بھی کھینچ لائے گا۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ختم نبوت کی اصل حقیقت یوں بیان فرماتے ہیں:-

"افسوس کہ حال کے نادان مسلمانوں نے اس نبی مکرم کا کچھ قدر نہیں کیا۔ اور ہر ایک بات میں ٹھوکر کھائی۔ وہ ختم نبوت کے ایسے معنی کرتے ہیں جس سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ہجو نکلتی ہے نہ تعریف۔ گویا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے نفسِ پاک میں افاضہ اور تکمیلِ نفوس کے لئے کوئی قوت نہ تھی۔ اور وہ صرف خشک شریعت کو سکھلانے آئے تھے۔" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۸)

اسی طرح آپ آگے چل کر فرماتے ہیں:-

یاد رہے کہ بہت سے لوگ میرے دعوے میں نبی کا نام سن کر دھوکہ کھاتے ہیں۔ اور خیال کرتے ہیں کہ گویا میں نے اُس نبوت کا دعویٰ کیا ہے جو پہلے زمانوں میں براہ راست نبیوں کو ملی ہے۔ لیکن وہ اس خیال میں غلطی پر ہیں۔ میرا ایسا دعویٰ نہیں ہے۔ بلکہ خدا تعالیٰ کی مصلحت اور حکمت نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے افاضۂ روحانیہ کا کمال ثابت کرنے کے لئے یہ مرتبہ بخشا ہے کہ آپ کے فیض کی برکت سے مجھے نبوت کے مقام تک پہنچایا۔ اس لئے میں صرف نبی نہیں کہلا سکتا بلکہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی اور میری نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ظل ہے نہ کہ اصلی نبوت۔ اسی وجہ سے حدیث اور میرے الہام میں جیسا کہ میرا نام نبی رکھا گیا ایسا ہی میرا نام امتی بھی رکھا ہے تا معلوم ہو کہ ہر ایک کمال مجھ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع اور آپ کے ذریعہ سے ملا ہے۔"
(حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۵۰)

مسئلۂ جہاد کی اصلاح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک کارنامہ یہ ہے کہ آپ نے مسئلہ جہاد کی صحیح تصویر دنیا کے سامنے پیش فرمائی۔ تیرھویں صدی کے آخر میں جب مسلمانوں کا دورِ انحطاط اپنی انتہا کو پہنچ گیا تو اُن کی امیدوں کا مرکز

ایک ہی سہارا رہ گیا۔ اور وہ سہارا تھا خونی مہدی، سونے اور چاندی سے مسلمانوں کے گھروں کو بھر دینے والے مہدی، دنیا کی حکومتوں کے تختوں پر مسلمانوں کو بٹھا دینے والے مہدی کا۔ اور اس امید کا نتیجہ تھا کہ وہ اسلامی جہاد کا تصور جنگ و قتال میں محدود سمجھتے جب مہدی کے انتظار کی گھڑیاں لمبی ہو گئیں تو چہار وں طرف سے آوازیں اُٹھنے لگیں کہ آنے والا کہاں ہے۔ ہم تو اب تھک گئے ہیں۔ کچھ لوگوں نے ذرا ہمت سے کام لیا اور کہنے لگے وہ اصل مہدی کی آمد کا عقیدہ محض خرافات ہے۔ ہمیں اپنی حالت کو خود بدلنا چاہیئے اور انگریزوں سے جنہوں نے ہماری سلطنت چھین لی ہے لڑ مرنا چاہیئے۔ حقیقت یہ ہے کہ ۱۸۵۷ء کا غدر اسی بے قرار اور مضطرب دماغی کیفیتوں کا نتیجہ تھا۔ ماحصل کلام یہ کہ اس روشنی کے مسلمانوں نے یہ راہ چلائی کہ اب مہدی تو کوئی نہیں آتے گا ہمیں خود جہاد کرنا ہے اور دشمن کی طاقت کو زور سے زیر کرنا ہے اور دوسری طرف جن مسلمانوں میں سنوز جمود تھا۔ وہ باوجود ایک لمبا عرصہ گزر جانے کے خونی مہدی کی آمد کے لئے چشم براہ تھے۔ لیکن دونوں قسم کے لوگ، خونی جہاد کے بہرحال دلدادہ اور قائل تھے۔

یہ ایک ایسا عقیدہ تھا جس سے اسلام پر سخت اعتراض وارد ہوتا تھا کہ گویا وہ اپنے اندر روحانیت اور سچائی نہیں رکھتا۔ جس کے ذریعہ وہ لوگوں کے قلوب فتح کر سکے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس عقیدہ کی پرزور تردید فرمائی اور جہاد کی حقیقت اور فلاسفی پر اپنی کتب میں جا بجا قلم اُٹھایا۔ اس کی مفصل بحث کے لئے آپ کی کتب "گورنمنٹ انگریزی اور جہاد" "تریاق القلوب" اور "ایام الصلح" وغیرہ سے استفادہ کیا جا سکتا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ:۔

اوّل:۔ دین کے پھیلانے اور لوگوں کو مسلمان بنانے کے لئے جہاد کرنا اسلامی تعلیم کے خلاف ہے۔ قرآن مجید میں تو صاف طور پر آتا ہے کہ لَآ اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ یعنی دین میں جبر نہیں۔

دوم:۔ مسلمانوں نے جو لڑائیاں آنحضرت نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کیں وہ بطور دفاع کے تھیں۔ پہل کفار نے کی اور جب زیادہ تنگ کیا گیا تو حکم ہوا کہ اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّھُمْ ظُلِمُوْا یعنی ان مسلمانوں کو جن سے لڑائی کی جاتی ہے مقابلہ کی اجازت دی گئی ہے۔ اسلئے کہ ان پر ظلم کیا گیا ہے۔

سوم:۔ جیسا کہ عام مسلمانوں کا عقیدہ ہے اس طرح کا کوئی خونی مہدی نہیں آئے گا۔ بلکہ پُرامن طور پر اپنا کام کریگا اور دلائل و براہین کے ہتھیار استعمال کرے گا۔

چہارم:۔ بے شک جہاد کا مسئلہ سچا اور برحق ہے مگر اصل جہاد نفس کا جہاد اور تبلیغ کا جہاد ہے۔ اور تلوار کا جہاد صرف ان حالات میں جائز ہے جبکہ کوئی قوم اسلام کو مٹانے اور اس کو صفحۂ ہستی سے نابود کرنے کے لئے تلوار اُٹھائے۔ اور آج کل چونکہ اسلام پر قلمی حملے کئے جا رہے ہیں اسلئے ان کا جواب قلم ہی سے دیا جائے گا آپ فرماتے ہیں:۔

"ہاں اس قدر ہم ضرور کہیں گے کہ یہ دن دین کی حمایت کے لئے لڑائی کے دن نہیں ہیں کیونکہ ہمارے مخالفوں نے بھی کوئی حملہ اپنے دین کی اشاعت میں تلوار اور بندوق سے نہیں کیا بلکہ تقریر اور قلم اور کاغذ سے کیا ہے۔ اسلئے ضروری ہے کہ ہمارے حملے بھی تحریر و تقریر تک ہی محدود ہوں۔ جیسا کہ اسلام نے اپنے ابتدائی زمانہ میں کسی قوم پر تلوار سے مدد نہیں لی جب تک پہلے اس قوم نے تلوار نہ اُٹھائی۔ سو اس وقت دین کی حمایت میں تلوار اُٹھانا نہ صرف بے انصافی ہے بلکہ اس بات کو ظاہر کرنا ہے کہ ہم تقریر و تحریر کے ساتھ اور دلائل شافیہ کے ساتھ دشمن کو ملزم کرنے میں کمزور ہیں۔" (ایام الصلح ص ۱۵۵)

صف دشمن کو کیا ہم نے بحجت پامال
سیف کا کام قلم سے ہی دکھایا ہم نے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جہاد کی یہ تشریح فرمائی تو لوگوں نے اس بیش پسند تعلیم کو ٹھکرا دیا۔ اور سخت مخالفت کی۔ بعض ملاؤں نے یہاں تک کہہ دیا کہ یہ شخص ایسے خیالات پھیلا کر مسلمانوں کی شجاعت اور ان کے جذبۂ جہاد کو مٹانا چاہتا ہے اور اسی پر بس نہیں بلکہ آپ کو سلطنت برطانیہ کا پٹھو قرار دیا گیا۔ مگر خدا تعالیٰ کے ماموروں کے نظریات ہی آخر کار غالب آتے ہیں۔ اور اس مسئلہ میں بھی ایسا ہی ہوا۔ علماء کو زمانہ کے تقاضہ نے مجبور کر دیا کہ وہ اپنے تشدد پسند نظریات چھوڑ دیں۔ اس کا ثبوت اخبار احسان ۷ر جون ۱۹۴۰ء کے اس اقتباس سے ملتا ہے جس میں مولوی عطاء اللہ شاہ بخاری کا بیان ہے جو انہوں نے اپنے خلاف دائر کردہ مقدمہ کا سیشن جج لاہور کی عدالت میں دیا تھا۔ اُن پر تشدد اور منافرت کی تعزیرات کا الزام تھا۔ چنانچہ وہ بیان دیتے ہیں:۔

"میں نے بیان کیا کہ ہمارے بزرگوں کا دماغ اس خیال سے خالی نہیں کہ ہندوستان میں پھر ایک دفعہ اسلامی حکومت قائم ہو جائے چنانچہ ۱۸۵۷ء کے ہنگامہ میں علماء شریک ہوئے اور ناکامی کے بعد پھانسی پر لٹکائے گئے۔ کچھ قید ہوئے ہزاروں انسان قتل ہوئے۔ شہزادے قتل ہوئے ان کا خون کیا گیا۔ ان تمام مصیبتوں کے بعد ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا۔ اسلامی حکومت قائم کرنے کا خیال شکست کھا گیا اس کے بعد پھر ۱۹۱۴ء میں علماء کی ایک جماعت نے اسی خیال سے یعنی مسلم راج قائم کرنے کے خیال سے تحریک شروع کی اور اس میں بھی شکست کھائی۔ اس کے بعد ۱۹۲۰ء میں شیخ الہند مولانا محمود الحسن دیوبندی مالٹا سے رہا ہو کر تشریف لائے۔ دہلی اور ملک کے مختلف گوشوں سے پانچ سو سے زائد علماء کا اجتماع ہوا۔ اور وہاں طے پایا کہ گذشتہ کار راستہ غلط ہے۔ موجودہ دور میں مسلم راج کا قائم کرنا ناممکن ہے ...... اس وقت تک ہم اسی عقیدہ پر قائم ہیں اور اسی کو صحیح راستہ سمجھتے ہیں۔"

(اخبار احسان مورخہ ۷ر جون ۱۹۴۰ء)

ہندوستان کے تمام علماء کے عقیدہ میں اتنا بڑا انقلاب کوئی معمولی بات نہیں۔ اور علماء بھی وہ جو ایک لمبے عرصہ سے اس آس پر جی رہے تھے کہ امام مہدی آکر تلوار کے زور سے تمام کافروں کو ہلاک کر کے اسلامی سلطنت قائم کر دیں گے۔ پس یہ انقلاب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم ہی کی وجہ سے آیا جو آپ نے جہاد کے بارہ میں تحریر فرمائی اور علماء نے خود آپ کے اس قول کا تجربہ کر لیا کہ:

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال
دیں کے لئے حرام ہے اب جنگ اور قتال
یہ حکم سن کے بھی جو لڑائی کو جائے گا
وہ کافروں سے سخت ہزیمت اُٹھائے گا

معجزات کی حقیقت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک کام یہ ہے کہ آپ نے معجزات کے متعلق کھلی ہوئی افراط و تفریط کی راہوں کو بند کر کے ان کی حقیقت بیان فرمائی۔ ایک گروہ تو دہریت اور نیچریت اور جھوٹے فلسفے سے متاثر ہو کر معجزات کے وجود ہی کا منکر ہو رہا تھا۔ آپ نے ایسے لوگوں کو دلائل اور براہین کے علاوہ اپنے معجزات پیش کر کے ساکت و لاجواب کیا اور دعوے کیا کہ ؎

کرامت گرچہ بے نام و نشاں است
بیا بنگر ز غلمان محمد

دوسری طرف عوام نے ہر قسم کے رطب یابس اور بناوٹی و فرضی قصوں کو بھی معجزہ قرار دیا جن کا نہ قرآن و حدیث سے ثبوت ملتا ہے اور نہ کتب سابقہ ذو رتا ریخ سے۔ جیسے کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام اور حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف بعض غیر معقول معجزات منسوب کئے جاتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے معجزات کے ایسے پختہ اصول بیان فرمائے کہ بعد ہی کی اُلجھی ہوئی گتھیاں نہایت آسانی سے سُلجھ گئیں۔ آپ نے معجزات کی موٹے طور پر تین شرائط بیان فرمائیں جن سے اصل معجزہ اور فرضی قصہ میں امتیاز قائم ہو جاتا ہے

(۱) معجزہ ایسے حالات کے تحت ظہور پذیر ہو کہ نبی کے مخالفوں کو حقیقتاً عاجز کر دے اور وہ اس کی نظیر لانے سے قاصر رہیں تا یہ ثابت ہو کہ یہ نبی خدا کی تائید اور نصرت کے ساتھ کھڑا ہے۔ اگر یہ بات نہ ہو پھر معجزہ کی غرض و غایت باطل ہو جاتی ہے

(۲) معجزہ میں ایک خفیف پردہ تاریکی کا حائل رہتا ہے۔ اور یہ اخفاء اس حد تک نہ ہو کہ ایک عقلمند اور غیر متعصب انسان کو خواہ مخواہ تاریکی کی طرف لے جائے۔ بلکہ صرف اس حد تک ہونا چاہیئے کہ اندھے اور بینا اور عقلمند و بے وقوف میں تمیز ہو جائے۔ ... ورنہ اگر معجزہ روز روشن کی طرح ظاہر ہو اور اس میں کوئی اخفاء کا پہلو نہ ہو تو یہ ایک بے فائدہ چیز بن جاتا ہے۔ مثلاً چڑھے ہوئے سورج کا کون انکار کر سکتا ہے؟ مگر اس پر ایمان لانے کا انعام بھی کوئی نہیں دیا گیا۔ پس ایمان کی حقیقت اور غرض و غایت کے مدنظر ایک نہ ایک لابیٹ ضرور اس میں ہوتی ہے کامل روشنی کی ضرورت نہیں ہوتی

(۳) تیسری شرط معجزات کے لئے یہ ہے کہ اس میں کوئی بات سنت اللہ اور وعدۂ الٰہی کے خلاف نہ ہو ورنہ دین میں ایک فساد عظیم برپا ہو جائے گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام معجزات کی حقیقت بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:۔

"ایمان اسی حد تک ایمان کہلاتا ہے کہ ایک بات من وجہ ظاہر ہو اور من وجہ پوشیدہ بھی ہو یعنی ایک باریک نظر سے اس کا ثبوت ملتا ہو اور اگر باریک نظر سے نہ دیکھا جائے تو سرسری طور پر حقیقت

پوشیدہ رہ سکتی ہو۔ جب سارا پردہ اٹھ گیا تو کون ہے کہ ایسی کھلی بات کو قبول نہیں کرے گا۔ سو معجزات سے وہ امور خارق عادت مراد ہیں جو باریک اور منصفانہ نظر سے ثابت ہوں۔ اور بجز مؤیدان الٰہی کے دوسرے لوگ ایسے امور پر قادر نہ ہو سکیں۔ اسی وجہ سے یہ امور خارق عادت کہلاتے ہیں۔ مگر بدبخت ازلی ان معجزانہ امور سے فائدہ نہیں اٹھا سکتے ...... در حقیقت معجزات کی مثال ایسی ہے جیسے چاندنی رات کی روشنی جس کے کسی حصہ میں کچھ بادل بھی ہو۔ مگر وہ شخص جو شب کور ہو جو رات کو کچھ نہیں دیکھ سکتا اس کے لئے یہ چاندنی کچھ مفید نہیں۔ ایسا تو ہرگز نہیں ہو سکتا اور نہ کبھی ہوگا کہ اس دنیا کے معجزات اس رنگ میں ظاہر ہوں جس رنگ سے قیامت میں ظہور ہوگا۔ مثلاً دو تین سو مُردے زندہ ہو جائیں اور بہشت بھی ان کے پاس ہو اور وہ دوزخ کی آگ کی چنگاریاں بھی پاس رکھتے ہوں۔ اور شہر بہ شہر دورہ کریں اور ایک نبی کی سچائی پر جو قوم کے درمیان ہو گواہی دیں اور لوگ ان کو شناخت کریں کہ در حقیقت یہ لوگ مر چکے تھے اور اب زندہ ہو گئے ہیں۔ اور وہ دعظوں اور لیکچروں سے شور مچا دیں کہ در حقیقت یہ شخص جو نبوت کا دعوےٰ کرتا ہے سچا ہے۔ سو یاد رہے کہ ایسے معجزات کبھی ظاہر نہیں ہوئے (اور نہ آئندہ قیامت سے پہلے کبھی ظاہر ہوں گے۔ اور جو شخص دعوےٰ کرتا ہے کہ ایسے معجزات کبھی ظاہر ہو چکے ہیں وہ محض بے بنیاد قصوں سے فریب خوردہ ہے۔ اور اس کو سنت اللہ کا کچھ علم نہیں۔ اگر ایسے معجزات ہوتے تو دنیا دنیا نہ رہتی اور تمام پردے کھل جاتے اور ایمان لانے کا ایک ذرہ بھی ثواب باقی نہ رہتا۔ یاد رہے کہ معجزہ صرف حق اور باطل میں فرق دکھلانے کے لئے اہل حق کو دیا جاتا ہے۔ اور معجزہ کی اصل غرض اور نہایت اسی قدر ہے کہ عقلمندوں اور منصفوں کے نزدیک سچے اور جھوٹے میں ایک بالامتیاز قائم ہو جائے" (براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۳۳ تا ۳۵)

منقولات

جمہوریت اور اُس کے تقاضے

یوم جمہوریت پر کیا لکھیں؟ اور ہر سال نئی باتیں کہاں سے لائیں؟ ہم نے گذشتہ سال بھی حکومت سے عرض کیا تھا کہ اگر یوم آزادی اور جمہوریت پانچ سال کے بعد منایا جائے تو ان کی اہمیت بہت بڑھ جائے گی۔ اور دنیا کی تقریبات سے انہیں ایک امتیاز بھی حاصل ہو جائے گا۔ لیکن کون کسی کی سنتا ہے جو روایت اور رسم پڑ گئی ہے اسی کے مطابق سرکاری تقریبات منائی جاتی ہیں۔

اگر ہم جمہوریت مناتے ہیں تو یہ بات یاد رکھیئے کہ جمہوریت بنائی نہیں جاتی اور نہ اعلان کرنے سے اس کا قیام عمل میں آتا ہے۔ جمہوریت کسی ملک کی سماج کے طرز زندگی کا نام ہے سماج کی زندگی میں تنظیم ہو تعلیم عام ہو، قانون کا احترام ہو۔ حب الوطنی کا جذبہ رگ رگ میں پیوست ہو اور ہر وقت "پہلے آپ" کی صدا گونجتی ہو تو اس طرز زندگی کو جمہوری کہا جاتا ہے۔ یہ کوئی کتابی سبق نہیں ہے کہ اسے رٹ لیا تو جمہوریت آگئی۔ صحت مادہ تندرستی نام ہے اس بات کا کہ انسان میں کوئی متعدی یا غیر متعدی بیماری نہ ہو، ہاضمہ ٹھیک ہو، وقت پر نیند آتی ہو۔ جسم میں نشاط رہے جسم کے اندر توازن ہو۔ جو شخص ان صفات سے موصوف ہوگا ہم اسے صحت مند قرار دیں گے۔ یہ بات نہیں کہ صحت کا اعلان کر دیا کہ گھر کے تمام لوگ تندرست ہیں اور جب جائزہ لیا گیا تو کسی کو کھانسی ہے کسی کو بخار ہے۔ کوئی درد شکم سے کراہ رہا ہے کسی کے پیر میں زخم ہے۔ صحت مندی تو منہ سے بولتی ہے اور چہرہ سے صحت مند انسان کو پہچان لیا جاتا ہے۔ اگر کوئی شخص واقعی صحت کی تمام شرائط کو پورا کرتا ہے اُسے اعلان کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ تندرستی ایک محسوس چیز ہے اور شکل دیکھتے ہی اس کا اندازہ لگا لیا جاتا ہے۔

یہی حال جمہوریت کا ہے۔ کہ وہ سماج کے طرز زندگی سے محسوس کر لی جاتی ہے۔ برطانیہ نے کبھی دعوےٰ نہیں کیا کہ وہ ایک جمہوری ملک ہے۔ اس نے کبھی یوم جمہوریت نہیں منایا۔ اس کے آئین میں اپنے آپ کو جمہوری قرار نہیں دیا گیا۔ پوری قوم کی زندگی قدرتی طور پر اس قدر منظم ہے اور عزم و ثبات اور تحمل اس درجہ ہے کہ وہاں اس کے سوا کوئی دوسرا تصور پیدا نہیں ہو سکتا۔ وہاں "پہلے آپ" ہے یعنی اپنے اوپر دوسروں کو مقدم رکھنا، قانون کا احترام کرنا، وقت کی پابندی کرنا۔ رفاہی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا، وطن کے لئے ہر چھوٹی بڑی مصیبت کو برداشت کرنا۔ ان اوصاف سے برطانیہ کا جوڈھانچہ بنا ہے۔ اس پر قدرتی طور پر جمہوریت ہی اطلاق ہو سکتا ہے اگر کوئی اُسے کسی دوسرے نام سے پکارے تو وہ کامیاب نہیں ہوگا۔

ہندوستان میں یوم جمہوریت منایا جاتا ہے مگر اس نے ابھی تک عملی رنگ اختیار نہیں کیا۔ صرف پارلیمنٹری انتخابات سے کوئی ملک جمہوری نہیں بن جاتا۔ یا پریس اور پارلیمنٹ فارم کی آزادی کسی حکومت کو جمہوری نہیں بناتی جمہوریت کا تعلق عوامی زندگی سے ہے یہاں ابھی تک تعلیم کا تناسب بھی بہت کم ہے۔ غربت عام ہے لاکھوں انسان گرمی اور سردی میں سڑکوں پر سوتے ہیں۔ بے گھروں کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ مساوات بھی مفقود ہے نسلی امتیاز اور چھوت چھات کا رواج ہے۔ تنگ نظری اور تعصب بھی موجود ہے البتہ اگر کوشش جاری رہی تو کوئی وقت آئیگا کہ ہندوستان کو صحیح معنی میں جمہوری کہہ سکیں گے اور یہ جمہوریت ہماری قومی سطح پر ابھر کر ہماری زندگی کا جزو بن جائے گی ابھی ہم جمہوریت سے بہت دور ہیں تعلیم اور مساوات جمہوریت کی دو بنیادی شرطیں ہیں جب یہ پوری ہوں گی اور سماج کا نعرہ "پہلے آپ" ہوگا تو ہندوستان جمہوریت کا لقب پانے کا مستحق ہو جائیگا۔

البتہ یہ ہمارے لیڈروں کا کمال ہے کہ دنیا میں ہندوستان جمہوری ملک کے نام سے مشہور ہے اور باہر کے لوگ ایشیا میں اس کو سب سے بڑا جمہوری ملک سمجھتے ہیں۔ اور اسی میں شک نہیں کہ ہندوستان میں جمہوریت کی جو تخم ریزی ہوئی اور جو آئین بنا ہے جمہوریت کا بلند ترین نمونہ پیش کیا جا سکتا ہے۔ جس میں یہ قابلیت ہے اگر یہ دستور کو بیت جینا چاہے۔ سماج اور انصاف کے حصول کی خیر مقدم بہت مفید ہے۔ آئین میں ہر ضمیر اور خیالات کی آزادی ہے۔ ہر شخص جس مسلک کو چاہے اختیار کر سکتا ہے۔ بشرطیکہ وہ قانون امن اور اخلاق کے منافی نہ ہو۔ پنڈت نہرو ملک کا ماحول جمہوری بنانے کی کوشش کرتے رہے ہیں۔ اگر کسی سنجیدہ خیالات کے اعتبار سے جمہوری ہوتی تو پنڈت نہرو کے بعد دنیا میں وقت سے اثر پیدا ہو جاتا۔ گو کہ یہ ہے کہ پنڈت نہرو سماج اتنی مرکزیت نہیں ملی اسکی باوجود وہ سماج کو اٹھانے کی کوشش کئے ہیں۔ اور سمجھتے ہیں کہ اس قسم کی ترقی سے تو آئین سے بڑی بڑی چیز جیسی کچھ بھی ہے اسی شکل میں ہے اور اسی کو آگے بڑھانا ہے جہاں تک ہمارا تجربہ ہے کانگریس کے دوسرے لیڈروں میں وہ نیکی نہیں ہے جو پنڈت نہرو میں ہے۔ اگر سب میں یہ لگن ہوتی تو ملک بہت ترقی کر جاتا اور ہم جمہوریت کے قریب پہنچ جاتے۔

ہمیں اس بات کا رنج ہے کہ اس سال یوم جمہوریہ ایسے موقع پر آیا جبکہ مشرقی پاکستان اور مغربی بنگال میں فسادات کی آگ بھڑک رہی ہے مگر وہ آگ اس کی شدت کم ہو گئی ہے لیکن بالکل ختم نہیں ہوئی ہے جب ہم یوم جمہوریہ کی خوشی اور مشرقی اور مغربی بنگال کی خونریزی اور آتش زنی کا موازنہ کرتے ہیں تو آنکھوں سے آنسو نکل آتے ہیں۔ ظلم کا منظر خوشی کے منظر پر غالب ہے۔ ان لوگوں کو کیا خوشی ہوگی جو دیکھتے ہی دیکھتے کہ ان کے گھر اجڑ گئے اور جن کے گھر بے دردی کے ساتھ لوٹ لئے گئے اور خوشحال لوگ دانہ دانہ کو محتاج ہو گئے۔ ہمارا دل ان ہی غمزدہ لوگوں کے ساتھ ہے اور ہم ان کے غم میں برابر کے شریک ہیں۔ ہمارے دل میں مسرت کا کوئی نشان نہیں۔ ہمارا ریشہ ریشہ جگر کے خون سے سوزاں ہے اور ہر ایک مظلوموں کی تباہی پر روتا ہے اور ان لوگوں پر لعنت کرتا ہے جو اپنی تنگ نظری سے تعصب کی عینک سے دیکھتے ہیں اور اپنے آپ کو معصوم اور مظلوموں کو ظالم تصور کرتے ہیں۔ دونوں طرف فتنہ و ظلم میں ہے اور زمین اور آسمان ان پر لعنت بھیجتے ہیں۔ افسوس کہ خوشی کے دن ہمیں مظلوموں کے ساتھ آنسو بہانے پڑتے ہیں کیونکہ ہمارے سینہ میں پتھر کا دل نہیں ہے ہمیں انسانیت پر ترس آتا ہے اور جب تک ظلم کا یہ کاروبار رہے گا ہمارا دل انسانیت کش حرکتوں پر تڑپتا رہے گا۔ آج ہم بے گناہوں کی مظلومانہ موت اور تباہی پر سوگوار ہیں۔ ان دکھوں کو ہمارا کہہ دو۔ یہی ہے ہمارے سینے کی تسکین کہ مظلوموں کی امداد کی جائے ان کو بچایا جائے۔ یہی ہماری سچی جمہوریت کا ایک ثبوت ہے۔ اس کے سوا جاری زبان سے اور کوئی بات نہیں نکلتی۔

عیدفنڈ کی کم از کم شرح

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ مبارک سے چندہ "عید فنڈ" کی شرح ہر کمانے والے کیلئے ایک روپیہ فی کس مقرر ہے۔ قیمت خرید کے اعتبار سے اُس وقت کے ایک روپیہ کی قیمت موجودہ قیمت سے چار گنا زیادہ تھی۔ موجودہ زمانہ میں احباب کی آمدنیاں بھی کئی گنا بڑھ چکی ہیں۔ اس کے مطابق اس چندہ کی شرح بھی زیادہ ہونی چاہیئے تھی۔ لیکن جماعت کے اکثر دوست کم از کم شرح ایک روپیہ فی کس کے حساب سے بھی ادائیگی نہیں کرتے۔

لہٰذا اس اعلان کے ذریعہ احباب جماعت کو توجہ دلائی جاتی ہے کہ عید کی خوشی میں وہ سلسلہ کی ضرورت کو بھی سامنے رکھیں اور حسب توفیق زیادہ سے زیادہ رقم عید فنڈ میں دے کر ثواب کے اس موقعہ سے فائدہ اٹھائیں۔

اور نتیجۃً اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کرنے والے بنیں۔

عہدیداران مال کو ابھی سے عید فنڈ کی وصولی شروع کر دینی چاہیئے

یاد رہے کہ عید فنڈ مرکزی چندہ جات میں سے ہے۔ اور اس کی سالم رقم مرکز میں آنی چاہیئے۔

ناظر بیت المال قادیان

"حضرت عیسیٰؑ کشمیر میں رہے"

(روزنامہ دیشابھیمانی)

ڈیموکریٹسٹ پارٹی کے آرگن اور ملیالم زبان کے کثیر الاشاعت اخبار Deshabhimani کی مورخہ ۱۲ جنوری ۱۹۶۴ء کی اشاعت میں مذکورہ بالا عنوان کے تحت ایک مضمون شائع ہوا ہے جس کا ترجمہ بغیر کسی تبصرہ کے درج ذیل ہے۔ محمد عمر مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ مڑیل کناٹور۔ کیرالہ)

حضرت عیسیٰؑ کشمیر میں رہے

لیہ (LEH) ۱۱ر جنوری

انیسویں صدی کے وسط میں روسی سیاح نکولس ناٹووچ اپنی ہندوستان کی سیاحت کے دوران لداخ کے ہیمس وہار میں چار سال تک قیام کیا تھا۔ انہوں نے ثابت کیا کہ حضرت عیسیٰ نے اس علاقہ میں سیاحت و رہائش کی تھی۔

موجودہ وزیر کشمیر جو کہ لداخ کے امور کے بارے میں متعین ہیں کے والد نے اس ماد میں اس روسی سیاح کے تحقیقات کے لئے ہر ممکن سہولتیں بہم پہنچائی تھیں۔

یہاں پر انہیں انیس سو سال پرانے بعض دستاویزات حاصل ہوئے تھے جن سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ اس علاقہ میں تشریف لے گئے تھے اور مقام لیہ میں رہائش بھی اختیار کی تھی۔ مسٹر ناٹووچ اپنی سیاحت کے بعد جب ماسکو پہنچے تو اپنی ان تحقیقات کو شائع کرنے کے لئے ماسکو کے کردھنیاں سے مشورہ لیا۔ لیکن انہوں نے اس بات کی اجازت نہیں دی۔ اسی طرح فرانس اور روم کے سرکردہ کلیسائی علماء نے بھی ان تحقیقات کو منظر عام پر لانے کی پر زور مخالفت کی۔

بالآخر موصوف نیویارک پہنچے۔ وہاں جا کر انہوں نے اپنی تحقیقات کے متعلق دو کتابیں شائع کیں ان میں سے ایک کا نام "حضرت عیسیٰؑ کی غیر معمولی زندگی" تھا۔

انہوں نے تمام دنیا کو چیلنج دیا کہ وہ ان پیش کردہ دلائل اور تحقیقات کی نفی کرے۔ اس سلسلہ میں بغرض تحقیق لارڈ رسل کی پرتی ۱۹۵۸ء میں لیہ گئی تھی۔ اسے وہاں ایک ایسی ڈائری ملی جس سے ناٹووچ کی آمد کی تصدیق ہوتی تھی لیکن ان دستاویزات کے متعلق انہیں معلوم ہوا کہ وہ تباہ ہو گئی ہیں۔ ایک جرمن مستشرق ڈاکٹر مارکس نے بھی ناٹووچ کی آمد کے سلسلہ میں تصدیق کی۔ ڈاکٹر مارکس ۱۸۹۰ء سے لے کر تیس سال تک لداخ میں رہے تھے۔

سٹیٹ آرچیوز اینڈ ریکارڈز کے شعبہ کے ڈائریکٹر مسٹر حسنین کی سفارش سے ڈاکٹر مارکس کی کتابوں کی چالیس جلدیں ایک عیسائی پادری سے لداخ کے ڈپٹی کمشنر نے حاصل کیا ہے۔ ہیمس مونسٹری میں پچاس ہزار قلمی نسخہ جات موجود ہیں جن میں بعض سنسنی خیز انکشاف کرنے والے بھی ہیں۔

(دیشابھیمانی مورخہ ۱۲ جنوری ۶۴ء)

علی پور کھیڑہ میں احمدی مبلغ کی تقاریر

جلسہ سالانہ قادیان دار الامان سے واپس لوٹتے ہوئے خاکسار نے اپنے سسرال علی پور کھیڑہ میں چند روز قیام کیا۔ دوران قیام خاکسار کی تین تقاریر ہوئیں جن کی مختصر رپورٹ درج ذیل ہے:۔

۱۔ پہلی تقریر محترم بزرگوارم قاضی تجمل حسین صاحب عباسی احمدی کے مکان پر ہوئی اس میں اکثریت احمدی احباب و مستورات کی تھی خاکسار نے سورۃ القدر کے موضوع پر تقریر کی اس سورۃ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے بعض تبلیغی و تربیتی نکات بیان کئے۔ ڈیڑھ گھنٹہ تک تقریر جاری رہی۔

۲۔ دوسری تقریر ۲ جنوری کو چار بجے شام سے ساڑھے پانچ بجے شام تک علی پور کھیڑہ کے بازار میں ہوئی اس تقریر کے لئے بزرگوارم محترم قاضی محمد ظہیر الدین صاحب عباسی صدر جماعت احمدیہ علی پور کھیڑہ نے خاص اہتمام فرمایا تھا۔ دونوں بستیوں کی مسلم و غیر مسلم آبادی نے کثیر تعداد میں جلسہ میں شرکت کی۔ آلہ مکبر الصوت کا بھی انتظام تھا۔ جناب چوبے صاحب نے جلسہ کی صدارت کی۔

خاکسار نے اپنی تقریر میں توحید، مساوات، سچائی، پر اسلامی نقطہ نگاہ سے روشنی ڈالی۔ قرآن کریم، احادیث کے حوالہ جات دیئے گئے، اور گرنتھ صاحب و [illegible] کے اشلوک بھی پیش کئے۔ نیز ہندوستان کی موجودہ مشکلات اور ان کا حل بھی پیش کیا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام "موعود اقوام عالم" کا دعویٰ اور تعلیم بھی پیش کی۔ نہایت دلچسپی اور توجہ سے تقریر سنی گئی۔ صدر جلسہ نے تقریر کی بہت تعریف کی۔ اور بتایا کہ اس تقریر نے ہمارے اندر ایک نئی روح پیدا کر دی ہے۔

کالج کے پرنسپل صاحب بھی شریک جلسہ تھے انہوں نے صدارتی تقریر کے بعد پندرہ منٹ تک تقریر کی اہمیت و تعریف بیان کی۔ اور بتایا کہ آج ہمیں پانچ نئی چیزیں اس تقریر میں ایسی ملی ہیں۔ جو ہمیں معلوم نہ تھیں۔ بہر حال یہ جلسہ بہت کامیاب اور پُر اثر ثابت ہوا۔ اکثر غیر مسلم معززین کی یہ خواہش تھی کہ ایک مرتبہ پھر ایسا ہی جلسہ منعقد ہونا چاہیئے۔ لیکن بعض مجبوریوں کی وجہ سے اب نہ ہو سکا۔

۳۔ تیسری تقریر بہ کاشت خام غیر احمدی مسلمانوں نے قاضی محلہ میں کیا جس کے محرک بزرگوارم خانصاحب محمد شفیع صاحب عباسی اور محترم جعفر خان صاحب تھے۔ تقریر محترم عباسی صاحب موصوف کے مکان پر ۹ بجے رات شروع ہو کر سوا گیارہ بجے رات تک جاری رہی۔ میں خاکسار نے سورہ فاتحہ کی تفسیر بیان کی۔ جس کا ابتدائی حصہ اسلامی اخلاق سے متعلق تھا۔ اور دوسرا حصہ منعم علیہ گروہ اور مغضوب علیہ و ضالین کی تشریح سے متعلق۔ جس میں مسئلہ ختم نبوت۔ وفات مسیح صداقت مسیح موعود اور حقیقت دجال کو بالوضاحت بیان کیا گیا۔ اس اجلاس میں مستورات کے لئے پردے کا انتظام تھا۔ لہذا مستورات بھی شریک جلسہ ہوئیں۔ تقریر نہایت انہماک اور توجہ سے سنی گئی۔ اور سب لوگوں نے تقریر کو بہت پسند کیا۔ اس موقعہ پر محترم بزرگوارم قاضی محمد شفیع صاحب عباسی نے حاضرین کی چائے سے تواضع فرمائی۔ فجزاہ اللہ احسن الجزاء۔

بزرگان کرام و درویشان قادیان و احباب سے عاجزانہ درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے خاص فضل سے ان تقاریر کے بہترین نتائج ظاہر فرما دے۔ اور ہم سب کو اپنی رضا کی راہوں پر چلائے۔ والسلام

خاکسار

عبد الحق فضل مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ

مظفر پور

دعا کی اہمیت (بقیہ صفحہ ۶)

خاص کر اس بقیہ تمام اوقات کو جانوروں کی طرح اپنے خالق و مالک کی یاد کو فراموش کرکے) گذار دنیا بالکل عبث اور بے معنے ہو جاتا ہے۔"

"فی زمانہ مذہب کیطرف سے بیگانگی دنیا کو تباہی کی ایک عبث [illegible] کے کنارے پر کھینچ لائی ہے جس کی وجہ سے پاکیزہ روحانی قوت اور فضیلت کی نشوونما ایک کس حد تک مسدود ہو کر رہ گئی ہے۔"

"پیش ظاہر ہی نوع انسان کی روح کی تازگی کیلئے ایک ہی دوا ہے یعنی یہ کہ دنیا کے تمام لوگوں بلکہ اقوام عالم کیلئے لازم ہے کہ وہ اسے اپنے لئے حرز جان بنائیں تا کہ ہر انسان فرد اپنے مقصد اور حقیقی مراد کو پہنچے اور اس کا طریق صرف اور صرف یہ ہے کہ وہ پورے صبر و استقلال کیساتھ اس ہستی کے حضور اپنی دعا کو پیش کرے جو کہ وجہ ہستی کی دنیا اور اہل دنیا کو اس کا جواب اس عظیم ہستی کی طرف سے بہتر سے بہتر رنگ میں ملے گا۔ — مذکورہ المعہ مضمون کے آخر میں جناب صاحب کے اظہار یہ رب ا ب وہ دن دور نہیں جب انسانیت کی فرق [illegible] ہیں

جماعت احمدیہ کالیکٹ میں کامیاب تبلیغی جلسہ

جماعت احمدیہ کالیکٹ کے زیر اہتمام سہ روزہ تبلیغی جلسہ کی رپورٹ تحریر فرماتے ہوئے مکرم مولوی عبداللہ صاحب فاضل مالاباری مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ رقمطراز ہیں:۔

جماعت احمدیہ کالیکٹ نے غیر مسلموں میں تبلیغ کرنے کے لئے ۱۳۔۱۴۔۱۵ دسمبر کو تین دن جو جلسہ ٹاؤن ہال میں منعقد کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔ اور جو بعض ناگزیر حالات کی وجہ سے ۱۰۔۱۱۔۱۲ جنوری پر ملتوی کرنا پڑا تھا۔ اس کی تیاری جماعت نے بڑے شوق و اہتمام سے شروع کی تھی۔ اور پانصد روپے کے قریب اس پر خرچ آئے تھے مختلف اخبارات میں اس کے متعلق اشتہارات شائع کرانے کے علاوہ مفصل و مختصر دو اشتہارات ہزاروں کی تعداد میں طبع کرا کر کالیکٹ اور دیگر مقامات میں تقسیم کئے گئے علاوہ ازیں مختلف قسم کے قطعات ریشمی کپڑوں پر دل آویز طریق پر لکھوا کر مختلف مقامات پر آویزاں کئے گئے۔ غرض یہ کہ ایک خطیر رقم خرچ کر کے وسیع پیمانے پر اس کی تشہیر کی گئی تھی۔ تینوں دن جلسہ کی صدارت کے فرائض خاکسار کے سپرد تھے۔ اس لئے مجھے اپنے طور پر تمام مضامین کی تیاری ضروری تھی۔ اسلئے ۴ جنوری کو خاکسار کالیکٹ سے چینگاڈی گیا۔ اور وہاں سے جو مصالح یا حوالے جمع کر سکتا تھا وہ کیا تھا۔ اور ۹ جنوری کو چینگاڈی سے کننور آیا اور یہاں سے جو تیاری کرنی تھی۔ وہ پوری کی اور ۹ جنوری کو یہاں سے کالیکٹ کو روانہ ہوا۔

جماعت کالیکٹ نے لاؤڈ سپیکر استعمال کرنے کی درخواست محکمہ پولیس پہلے ہی دے دی تھی۔ اور یہی امید تھی کہ اجازت مل جائیگی جیسے ہمیشہ اس سے پہلے ملتی رہی ہے لیکن ہمیں سخت تعجب اور بڑا افسوس ہوا۔ جب ۹ تاریخ کو پولیس کی طرف سے ہمیں یہ اطلاع ملی کر لاؤڈ سپیکر استعمال کرنے کی اجازت نہیں دی جا سکتی

جلسہ کی کارروائی

پہلے دن ۱۰ جنوری کو بغیر سپیکر کے ہال کے اندر بھی اچھی طرح آواز کا پہنچنا مشکل ہے مگر نہیں معلوم کہ کیوں دوسرے دن صرف ہال کے اندر سپیکر استعمال کرنے کی اجازت پولیس نے دے دی۔ اور پھر تیسرے دن بھی یعنی پرمٹ استعمال کے بغیر۔ اس کا اتنا فائدہ ہوا کہ ہال کے اندر آواز سنائی دیتی رہی

پہلے دن "وہ نبی کون ہے" کے عنوان پر مکرم مولوی محمد علوی صاحب نے اور "توحید و تثلیث" کے عنوان پر مکرم مولوی محمد ابو الوفا صاحب نے تقریریں کیں۔

مکرم مولوی محمد علوی صاحب کو ہی نے ہی تحریک کی تھی کہ وہ بھی اس جلسہ میں کسی عنوان پر تقریر کریں۔ اور یہ عنوان "وہ نبی کون ہے" انہوں نے ہی منتخب کیا تھا۔ انہوں نے تقریباً آدھ گھنٹہ تقریر کی۔

دوسرے دن یعنی ۱۱ جنوری کو "مسیح کی آمد ثانی" پر مکرم مولوی علی کٹی صاحب نے اور "حضرت مسیح کا صلیب نہ ہونا" کے عنوان پر ایم۔ کے حسن کویا صاحب سیکرٹری جماعت احمدیہ کالیکٹ نے اور "حضرت عیسیٰ کا پیغام صرف بنی اسرائیل کے لئے" کے عنوان پر مکرم مولوی محمد عمر صاحب نے تقریریں کیں تیسرے دن یعنی ۱۲ جنوری کو "عقیدہ کفارہ" کے عنوان پر این۔ عبدالرحیم صاحب ایڈیٹر ستیہ دوتن نے اور "آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صداقت از روئے بائیبل" کے عنوان پر خاکسار نے تقریریں کیں۔

پہلے دن بحیثیت صدر اپنی افتتاحی تقریر میں بین الاقوامی اتحاد و امن قائم کرنے میں احمدیوں کی کوششوں کا ذکر کیا۔ اس کے علاوہ ہر تقریر کے متعلق بھی اختتام پر ضروری باتیں سامعین کو سناتا رہا ہوں۔ جلسہ ہر روز شام کے ۵½ بجے شروع ہوتا اور ۸ بجے یا ۸ بجے اور ساڑھے آٹھ بجے شام ختم ہوتا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا محض فضل ہے کہ جلسہ نہایت کامیاب اور بارونق رہا۔

۱۳ جنوری کو ۱۰½ بجے جماعت نے کالیکٹ کے ایک مشہور Beach Hotel میں ایک پریس کانفرنس کا انتظام کیا۔ اور آٹھ اخباروں کے نمائندوں کو دعوت دی گئی ایک انگریزی اور سات ملیالم اخبار کے نمائندوں کو۔ ان آٹھ اخباروں میں سے سات روزنامے ہیں۔ اور ایک ہفتہ واری۔ ان نمائندوں سے گفتگو کرنے والا میں ہی تھا۔

سب سے پہلے میں نے بیان کیا کہ احمدیت کیا ہے۔ اور اس تحریک کی غرض و غایت کیا ہے۔ اور احمدیوں کا مسلک دنیا میں امن قائم کرنے اور دیگر مذاہب والوں سے پیش آنے کے بارہ میں کیا ہے۔ اس کے بعد نمائندگان نے سوالات شروع کئے اور اس میں جواب دیتا رہا۔

اس پریس کانفرنس کی رپورٹ تمام اخباروں نے شائع کی ہے۔ اور اچھے پیرایہ میں۔ اور ایک اخبار نے تو بڑی تفصیل سے رپورٹ شائع کی ہے اس پریس کانفرنس کی۔ مندرجہ شائع ہونے کی وجہ سے مالابار کے دور دور مقامات میں بھی اس کی خوب شہرت ہوئی ہے اللہ تعالیٰ نیک نتائج پیدا فرمائے۔ آمین۔ اس کے علاوہ کالیکٹ میں کئی افراد کے

مسائل احمدیت کے متعلق گفتگو کرتا رہا۔ جو خاکسار سے ملنے کیلئے انجمن میں آتے رہتے ہیں۔ علاوہ ازیں ۱۰ جنوری کو خطبہ جمعہ میں احباب کی تربیت کی خاطر اہم نصائح بھی کیں۔ ان امور سے فارغ ہو کر ۱۵ جنوری کی صبح کو کالیکٹ سے چینگاڈی گیا۔ اور وہاں دونوں مساجد میں بعد نماز مغرب تا عشاء سا ایک ایک گھنٹہ احباب سے گفتگو کرتا۔ اور کالیکٹ کے حالات سے اطلاع دیتا رہا اور ان کے سوالات کا جواب دیتا رہا۔

اس مبارک مہینہ میں دعاؤں سے خاکسار کو مدد فرمائی جائے۔ بڑی کمزوری اور نقاہت محسوس ہوتی ہے۔ فقط والسلام

خاکسار عبداللہ مالاباری مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ کننور ۱۸/۱/۶۲

تبصرہ — مباحثہ مصر

عظمت انسان کا راز قرآنی الفاظ میں اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ کی گہرائیوں میں پوشیدہ ہے اس راز کو آشکارا کرنے کے لئے انبیاء کرام کا ایک لمبا سلسلہ خلقت آدم سے آج تک جاری رہا۔ جو ایک لاکھ چوبیس ہزار کی تعداد کو محیط ہوا۔ وہ اپنے اپنے زمانہ کے حسب حالات انسان کو زمینی پستیوں سے اٹھا کر آسمانی رفعتوں سے ہمکنار کرتے رہے۔ اور عبد و معبود کی قوسین کے جڑنے اور ٹوٹنے کے یہ سلسلے جاری رہے۔ تا آنکہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نبوت کے نقطۂ کمال پر فائز ہوئے۔ اور انسان کو اپنی عبودیت کے ذریعہ اپنے معبود کی گود میں جانے کا بدقسمتی سے عیسائی دنیا اپنے رہنما حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات اور استعارات کو نہ سمجھ سکنے کی وجہ سے شرک میں اس بری طرح مبتلا ہوں کہ ایک انسان کو خدا کے مقام پر بٹھا دیا۔ اور دنیا کے کروڑوں عیسائی آج بھی تثلیث کی بھول بھلیوں میں مبتلا ہیں۔ اور باپ۔ بیٹا روح القدس کے چکر میں ایسے پڑے ہیں کہ نکلنے کی راہ نہیں ملتی ہے۔

لیکن اس کے ساتھ ہی یہ بھی مقدر تھا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے ایک عظیم الشان انسان پیدا ہو۔ جسے بطور خاص کاسر الصلیب کا خطاب آسمانوں سے دیا گیا ہو چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے مشن میں نمایاں کامیابی حاصل کی۔ اور ایسے دلائل و براہین کا انبار لگا دیا۔ اور ایسا علم کلام اپنے پیچھے چھوڑا کہ قصر عیسائیت میں زلزلہ آ گیا۔ اور تثلیث کدہ میں ایسے شگاف پڑے کہ اب یہ عمارت قریب ہے کہ داخل زمین ہو جائے اور عیسائی دنیا عبد و معبود کے روحانی تعلق اور عظمت انسانی کے راز کو پالے۔

چنانچہ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے غلام اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خدام اسی مقصد کو لے کر آج دنیا کے کونے کونے میں پھیل چکے ہیں۔ اور جھوٹے اور مصنوعی خداؤں کی خدائی کے لئے ایک مستقل خطرہ بنے ہوئے ہیں۔

زیر تبصرہ مباحثہ قاہرہ کے مقام پر ۱۹۳۳ء میں ہوا۔ اور احمدیت و اسلام کی فتح نمایاں کا باعث ہوا۔ اس مباحثہ میں جماعت احمدیہ کی طرف سے ہمارے مشہور و معروف مبلغ مکرم مولانا ابوالعطاء صاحب جالندھری نے عیسائی پادریوں کو شکست فاش دی۔ اور گو یہ محض تائید الہی تھی۔ اور نصرت خداوندی کا ایک مظاہرہ تھا لیکن اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کسر صلیب کا جو اعلان فرمایا تھا۔ اور جس کے لئے آخری حد تین صدیاں مقرر فرمائی ہے۔ وہ کام ہمیں ابھی سے پورا ہوتا ہوا نظر آ رہا ہے۔ اور ہم بچشم خود دیکھ رہے ہیں کہ ابھی اس اعلان پر ستر سال بھی نہیں گذرے کہ عیسائی دنیا احمدیت کے مقابلہ پر ہر میدان میں شکست کھا رہی ہے۔ اور وہ دن قریب ہے جب معبودان باطل مٹ جائیں گے اور ہر طرف اسلام کا بول بالا ہوگا۔ انشاء اللہ

مباحثہ مصر ایک زبردست ہتھیار ہے ان لوگوں کے لئے جنہیں عیسائیوں سے سابقہ پڑتا ہو۔ یوں بھی ہماری جماعت کے ہر فرد کو اس کا مطالعہ کرنا اس لئے ضروری ہے کہ وہ عیسائی عقاید اور ان کے تردیدی دلائل سے ذاتی واقفیت حاصل کرے۔

"مباحثہ مصر" اردو اور انگریزی دونوں زبانوں میں دستیاب ہے۔ اور آپ جناب ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان کی خدمت میں خط لکھ کر منگا سکتے ہیں اور قیمت بھی بہت معمولی ہے یعنی اردو ایڈیشن ایک روپیہ اور انگریزی ایڈیشن سوا روپیہ۔

درخواستہائے دعا

مکرم میاں صدرالدین صاحب سیکرٹری تبلیغ جماعت احمدیہ چارکوٹ لکھتے ہیں کہ ان کی اہلیہ اور والدہ صاحبہ ایک لمبے عرصہ سے بیمار ہو گئے ہیں کسی علاج سے افاقہ نہیں ہو رہا

ایسے ہی اس ماہ برادر عزیز محمد صدیق بھی بخار میں مبتلا ہو گیا ہے جس کی وجہ سے بے حد پریشان ہو گئے ہیں۔ یہ دوست نہایت مخلص۔ مہمان نواز اور نیک پابند صوم و صلوۃ ہیں۔

دعا فرمائی جاوے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ان نیک بندوں کو شفا بخشے۔

والسلام

خاکسار حکیم محمد سعید مبلغ سلسلہ احمدیہ

۲۷/۱/۶۲ حال قادیان

خبریں!

یونائیٹڈ نیشنز (نیویارک) ۲۷ جنوری: باخبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ مسئلہ کشمیر پر غور کرنے کے لئے سکیورٹی کونسل کا اجلاس پیر وار کو بعد دوپہر منعقد ہوگا۔ بحث کے لئے اجلاس بلانے کا مطالبہ پاکستان نے کیا ہے۔ اور پہلے خیال تھا کہ سکیورٹی کونسل کی میٹنگ منگلوار کو ہوگی۔ مگر بھارت نے منگل کو اجلاس کے انعقاد کی مخالفت کی۔ کیونکہ بھارتی وفد کے رہنما سری ایم سی چھاگلہ مرکزی وزیر تعلیم کے لئے اتنے قلیل نوٹس پر نیویارک پہنچنا سخت مشکل تھا۔ چنانچہ اب اجلاس کے پیر وار بعد دوپہر منعقد ہونے کا امکان ہے۔ توقع کی جاتی ہے کہ ماہ جنوری کے لئے کونسل کے صدر مسٹر کارلوس ماریو جسٹی نیانو آف بولیویا دوسرے ممبروں کے ساتھ قطعی مشورہ کرنے کے بعد اجلاس پیر وار کو منعقد کرنے کے متعلق آج باقاعدہ اعلان کر دیں گے۔ کشمیر کے متعلق بھارت پاکستان جھگڑے پر سکیورٹی کونسل کا ۱۱۰واں اجلاس ہوگا۔ پہلے مقرر پاکستان کے وزیر خارجہ مسٹر ذوالفقار علی بھٹو تقریر کریں گے۔ اس کے بعد اجلاس کسی بعد کی تاریخ تک ملتوی کر دیا جائے گا اور اگلے ہفتے کسی تاریخ پر منعقد ہو جائے گا۔ جس میں بھارتی وفد کے رہنما سری چھاگلہ کونسل [illegible] سے خطاب کریں گے۔ اجلاس بلانے کے متعلق پاکستان کی درخواست کے جواب میں بھارت نے سکیورٹی کونسل کے صدر کو جو مراسلہ بھیجا تھا۔ وہ گذشتہ شکروار کو ممبروں میں پھیر دیا گیا۔

پیرس ۲۷ جنوری: آج فرانس نے کمیونسٹ چین کی سرکار کو تسلیم کر لیا ہے۔ فرانس مغربی ممالک میں دوسری بڑی طاقت ہے جس نے کمیونسٹ چین سرکار کو تسلیم کیا ہے اس سے پہلے برطانیہ نے یکم جنوری ۱۹۵۰ء کو کمیونسٹ چین کو تسلیم کیا تھا۔ آج چین اور فرانس نے ایک مشترکہ بیان میں سفارتی تعلقات قائم کرنے کا اعلان کر دیا۔ اور تین ماہ کے اندر اندر اپنے سفیر مقرر کر دیں۔ فرانس کا چارج ڈی افیئرز اگلے ہفتے پیرس سے چین روانہ ہو جائے گا۔ فرانس سرکار کے اس فیصلہ سے پیرس میں کسی طرح کی حیرت کا اظہار نہیں کیا جا رہا۔ کیونکہ یہ فیصلہ گذشتہ دو ہفتہ سے متوقع ہی تھا۔ اب تک ۱۳ سے زائد ممالک کمیونسٹ چین کو تسلیم کر چکے ہیں جن میں ناٹو فوجی معاہدہ کے چار ممالک برطانیہ، ناروے، ہالینڈ، ڈنمارک بھی شامل ہیں۔ معاہدہ کے سینٹو میں شامل ملک پاکستان بھی چین کو تسلیم کر چکا ہے۔ آج امریکہ کی وزارت خارجہ کے ایک ترجمان نے فرانس کے اس فیصلہ کو افسوسناک قرار دیا ہے۔

واشنگٹن ۲۷ جنوری: یہ بات اب کافی یقین سے کہی جا سکتی ہے کہ بھارت کو آئندہ سال امریکہ سے ایسے تیز رفتار جنگی جہاز مل جائیں گے جو ہر موسم میں استعمال میں لائے جا سکیں گے۔ وہ ایف ۱۰۲ قسم کے جہاز ہوں گے۔ اس قسم کے جہاز میں فضا سے فضا میں مار کرنے والے چھ راکٹ مسٹرائل رکھے جا سکتے ہیں۔ یہ جہاز ۳۶ ہزار فٹ کی بلندی پر ایک ہزار میل فی گھنٹہ کی رفتار سے پرواز کر سکتے ہیں۔ اور انہیں ہنگامی حالت کے لئے جس کا بھارت کو امکانی طور پر سامنا ہو سکتا ہے موزوں قرار دیا گیا۔ بتایا گیا ہے کہ تیز رفتار جہازوں کی سپلائی کے متعلق بھارت کی درخواست منظور کرنے کے بعد اس کے ساتھ امریکہ نے پاکستان کو ایف ۸۶ قسم کے جہازوں کی جگہ دوسرے جہاز مہیا کرنے کا بھی فیصلہ کیا ہے۔ اور ایسا لگتا ہے کہ دونوں ملکوں کو ایک ہی وقت میں برابر تعداد میں جہاز مہیا کئے جائیں گے۔

کلکتہ ۲۷ جنوری: پرشوتم داس ٹنڈن سابق ممبر پارلیمنٹ نے جو کہ حال ہی میں کلکتہ کے گڑبڑ زدہ علاقہ کا دورہ کر چکے ہیں آج کلکتہ میں ایک پریس کانفرنس میں بتایا کہ کلکتہ کی حالیہ گڑبڑ سے پیدا شدہ مسئلہ سیاسی ہے جس کا کوئی سیاسی حل ہی ڈھونڈنا چاہیئے۔ کیونکہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس گڑبڑ کی تہ میں پاکستان کا ہاتھ ہے جو کہ اپنے ایجنٹوں اور جاسوسوں کے ذریعہ یہ گڑبڑ کرا رہا تھا تاکہ بھارت میں بدنظمی پھیلے۔

ٹریونڈرم ۲۷ جنوری: آج تھمبہ خلائی ریسرچ کے لئے ایک اور راکٹ چھوڑا گیا تھا جو ۵۰ میل کی بلندی تک گیا۔ گذشتہ ہفتہ راکٹ چھوڑنے کا جو سلسلہ شروع کیا گیا تھا اس میں یہ دوسرا راکٹ تھا جو چھوڑا گیا تھا۔ اس راکٹ میں میگنومیٹر اور دیگر آلات لگے ہوئے تھے اور یہ سب ٹھیک ڈھنگ کام کرتے رہے۔ اس راکٹ سے جو سگنل ملے وہ گذشتہ سنیچروار چھوڑے گئے راکٹ سے ملنے والے سگنلوں سے زیادہ صاف تھے۔ راکٹ چھوڑنے والی سائنسدانوں کی ٹیم کے انچارج نے بتایا ہے کہ وہ نتائج سے خوش اور مطمئن ہیں۔ دو مزید راکٹ چھوڑے جائیں گے۔ یہ راکٹ چھوڑنے کی تاریخوں کا اعلان بعد میں کیا جائے گا۔ راکٹوں سے حاصل ہونے والی معلومات کا تجزیہ بعد میں کیا جائے گا۔

ڈھاکہ ۲۷ جنوری: یہاں سابق مجاہد نیشنل عوامی پارٹی کے سابق جنرل سیکرٹری مسٹر ایم۔ اے سعید کو کل ڈھاکہ میں گرفتار کر لیا گیا ہے۔ گرفتاری ایسٹ پاکستان پبلک سیفٹی آرڈیننس کے تحت عمل میں لائی گئی۔

قادیان میں یوم جمہوریت پر جناب پنڈت موہن لال صاحب ہوم منسٹر کی تشریف آوری
(اور)
محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کی مؤثر تقریر

قادیان ۲۶ جنوری: آج میونسپل کمیٹی کے وسیع صحن میں یوم جمہوریت کی عظیم الشان تقریب شایان شان طریق پر منائی گئی جس میں سارے قصبہ کے ہر طبقہ کے لوگ بہت بڑی تعداد میں شامل ہوئے۔ میونسپل کمیٹی کا سارا صحن بھرا ہوا تھا اور جگہ نہ ملنے کے باعث کچھ لوگ دیواروں پر بیٹھے تھے اور کچھ لوگ باہر سڑک پر کھڑے رہ کر پروگرام دیکھتے رہے۔

چودھویں جمہوریت کا یہ پروگرام ساڑھے دس بجے شروع ہو گیا تھا۔ اور سب سے اول نرمل اور گیت کا روں نے "یوم جمہوریت" اور "ترنگے جھنڈے" کے عنوان پر اپنا اپنا کلام سنا کر حاضرین کو محظوظ کیا۔

جناب پنڈت موہن لال صاحب ہوم منسٹر سوا بارہ بجے کے قریب بٹالہ سے تشریف لائے اور جلسے کی باقاعدہ کارروائی شروع ہوئی۔ گیانی لابھ سنگھ صاحب فرسٹ سیکرٹری نے یوم جمہوریہ کا تعارف کراتے ہوئے بتایا کہ ۳۱ دسمبر ۱۹۲۹ء کو دریائے راوی کے کنارے ہمارے محبوب رہنما پنڈت جواہرلال نہرو نے مکمل آزادی کا ریزولیوشن پاس ہونے کے بعد ترنگا جھنڈا لہرایا تھا۔ اور پھر ۲۶ جنوری کو راوی کے کنارے اب یوم جمہوریہ کی بنیاد رکھی گئی تھی۔ اس کے بعد جناب پنڈت موہن لال صاحب نے جھنڈا لہرانے کی رسم ادا کی اور این۔ سی۔ سی کے نوجوانوں نے آپ کو سلامی دی۔

اس کے بعد محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے اردو زبان میں ایک مختصر مگر جامع اور مؤثر تقریر فرمائی۔ آپ کی تقریر کا ایک ایک لفظ دلوں میں اترتا چلا گیا۔ اور بار بار حاضرین نے تالیاں بجائیں۔ آپ نے اپنی تقریر میں جہاں اپنے وطن عزیز کے لئے قربانیاں پیش کرنے کی عوام کو تلقین فرمائی۔ وہاں بڑے ہی دلچسپ اور مؤثر انداز میں اپنے عظیم ملک کے عظیم رہنما پنڈت نہرو کی صحت کی موجودہ حالت بتا کر عوام کو توجہ دلائی کہ وہ پنڈت جی کی صحت اور درازیٔ عمر کے لئے اپنے رب کے حضور دعائیں کرتے رہیں تاکہ پنڈت جی کی نگاہ میں ہمارا ملک ترقی کی جو منزلیں سرعت سے طے کرتا جا رہا ہے وہ ترقی جلد اپنے نقطۂ عروج پر پہنچ جائے۔

اس کے بعد جناب پنڈت موہن لال صاحب نے تقریر کی جس میں یوم جمہوریت کی عظمت بیان کرتے ہوئے اس امر پر زور دیا کہ آج ہمارا ملک چین اور پاکستان کی چند دشمنی کی وجہ سے ایک غیر یقینی سیاسی حالت میں سے گذر رہا ہے۔ اور یہ دنیا کا ناقابل یقین اور حیرت انگیز عجوبہ ہے کہ آج محض ہندوستان کی دشمنی کی وجہ سے چین اور پاکستان کا باہمی گٹھ جوڑ ہے حالانکہ ان کے نظریات میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ بہرحال گو گذشتہ ایک سال سے ہماری سرحد پر کوئی غیر معمولی واقعہ پیش نہیں آیا تاہم ہمیں بہت زیادہ محتاط رہنے کی ضرورت ہے۔ اور اپنی دفاعی تیاریوں کو مضبوط تر بنانے کے لئے ہمیں اپنے وطن عزیز کے لئے ہر قسم کی قربانیاں پیش کرنی چاہئیں اور آپس میں اتحاد و تعاون کا مظاہرہ اس طرح کرنا چاہیئے کہ کوئی دشمن ہماری سرحد پر قدم رکھنے کی جرأت نہ کر سکے۔

آپ نے اپنی تقریر میں مشرقی اور مغربی بنگال میں رونما ہونے والے فرقہ وارانہ حادثات پر افسوس کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ ان واقعات سے انسانیت کا سر شرم کے مارے جھک گیا ہے۔ اور افسوس ہے کہ سترہ سال گذرنے کے باوجود ابھی تک جذبات میں تعصب پایا جاتا ہے۔ لیکن ہمارے ملک کے عوام کا فرض ہے کہ وہ اس قسم کے واقعات سے بچنے کی کوشش کریں۔ کیونکہ ہمارا ملک سیکولر ہے۔ اور سیکولر کا مطلب یہ ہے کہ یہاں ہر مذہب کے لوگوں کو ہر قسم کی آزادی حاصل ہے۔ اور ہم سب کو اس آزادی کے فوائد سے متمتع ہونا چاہیئے۔

جماعت احمدیہ کی طرف سے حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب ناظر اعلیٰ، حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب اور قریباً پونے دو صد افراد نے اس تقریب میں شمولیت کی۔ (نامہ نگار)